

فدک اور عدالت صحابہ

تالیف: عظمت علی

بسم الله الرحمن الرحيم

فدک اور عدالت صحابہ

تالیف: عظمت علی

نام کتاب : فدک اور عدالت صحابہ

تالیف : عظمت علی

طباعت : باراول

سال طباعت : نومبر ۲۰۲۴ھ

تعداد : پانچ سو (۵۰۰)

قیمت : تیس (۳۰) روپئے

ناشر

مقصد حسینی، لکھنؤ

فہرست

پیش لفظ

جنگ خیبر سے پہلے فدک یہودیوں کی ملکیت تھی لیکن خیبر کی عظیم فتح نے ان پر اپنا رعب و دبدبہ ڈالا جس کے باعث انہوں نے اس کی نصف آراضی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد کردیا جو خالص پیغمبر کا سرمایہ قرار پایا۔ قرآن مجید میں اس بات کی جانب واضح اشارہ موجود ہے، آپ نے اسے اپنی اکلوتی دختر حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو ہبہ کردیا۔

اس سلسلہ میں بعض حضرات کا نظر یہ ہے کہ فدک آنحضرت کی ملکیت ضرور ہے لیکن آپ نے جو کچھ بھی چھوڑا وہ صدقہ ہے، کسی کی ذاتی جائداد نہیں جبکہ یہ تاریخی گمراہی ہے۔

بہرکیف، اس قسم کے مختلف سوالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کتابچہ کو ضبط تحریر میں لایا گیا ہے تاکہ مذکورہ دعووں کو محکم دلائل سے ثابت کیا جاسکے۔ قرآنی آیات، مستحکم احادیث اور تجزیاتی پہلو کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے۔ کتابچہ کی آمادگی میں دیگر زبانوں کے مطالب کو اردو قالب میں منتقل کرنے کی کوشش ہے۔ لہٰذا، حقیر کی کم علمی کے باعث اگر کہیں خامی موجود ہو تو اسے نشاندہی فرمائیں۔

آخر میں شکر گزار ہوں عالی جناب مولانا رضا حسین صاحب رضوی (صدر ادارۂ مقصد حسینی) اور مولانا مبین حیدر رضوی صاحب کا جنہوں نے کتاب کی آمادگی میں ہماری استعانت فرمائی۔

مقدمہ

تاریخ بشر گواہ ہے کہ دنیا آباد ہوتے ہی حقدار کو حق سے محروم کیا گیا اور بھائی، بھائی کا قاتل بن گیا، خونی رشتے اپنوں کے خون سے رنگین ہو گئے، انسانیت بغض وحسد کی آگ میں جھلسنے لگی اور پھر شیطانی گماشتوں نے اس راہ میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

ان کے اس گھنونے عمل نے انسانیت کی تمام حدود کو پار کر دیا اور یوں عداوت و دشمنی کی روایت چل پڑی، اب جو چلی سو چلتی ہی رہی... یہاں تک کہ رحمت اللعالمین کے وجود بابرکت سے فتنہ وفساد کے قلعے اکھڑنا شروع ہو گئے اور گلستان انسانیت میں بہار آنے لگی۔

آپ کے کردار نے عرب بدوؤں کو شمع اسلام کا پروانہ بنا دیا۔ وہ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہوتے گئے مگر... تاریخ نے ایک بار پھر کروٹ لی جو صرف زبانی مسلمان ہوئے تھے اور دین اسلام کو اپنے مفادات کی خاطر قبول کیا تھا، جیسے ہی رسول اسلامؐ کی رحلت ہوئی، انہوں نے یکسر سارا اسلام بھلا دیا۔

آپ کے خاندان پر ظلم وستم کرنا شروع کر دیا۔ ستم بالائے ستم یہ کہ خانہ وحی پر آگ لگا دی... اور حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی فدک جیسی عظیم ملکیت پر خلافتی اژدھے کنڈلی مار کے بیٹھ گئے۔

فدک

فدک کے سلسلے میں اہل لغت کے مختلف اقوال پائے جاتے ہیں:

کتاب «القاموس» کے مطابق: «فدک خیبر کے علاقہ میں ایک قریہ کا نام تھا»۔

صاحب «المصباح» کا کہنا ہے کہ: فدک ایک شہر ہے جو مدینہ سے دو روز کے فاصلہ پر تھا۔ خیبر اور اس کے درمیان ایک منزل سے کم کا فاصلہ تھا اور اللہ نے اسے اپنے نبی کو عطا کیا تھا۔

حموی نے معجم البلدان میں لکھا ہے کہ: فدک حجاز کا ایک قریہ تھا۔ مدینہ اور اس کے درمیان دو روز کا فاصلہ تھا اور بعض کے قول کے مطابق تین روز کا۔[۱]

لسان العرب کے مطابق: فدک سعودی عرب کے شمال میں خیبر نامی مقام پر مدینہ سے تیس میل کے فاصلہ پر واقع تھا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ حجاز کا ایک کنارہ تھا جس میں پانی کے چشمے اور کھجور کے درخت ہیں۔[۲]

جعفر سبحانی تحریر کرتے ہیں کہ: یہ آباد سرزمین مدینہ سے تقریباً ۱۴۰ کلومیٹر پر تھی۔[۳]

ابن ابی الحدید معتزلی لکھتے ہیں: اس علاقہ میں چھٹی صدی ہجری تک کوفہ کے درخت خرما کی تعداد کے برابر، اس میں کھجور کے درخت موجود تھے۔[۴]

فدک اسلام سے پہلے اور بعد

فدک ظہور اسلام سے پہلے یہودیوں کے دست قدرت میں تھا لیکن اللہ نے اپنے محبوب اور آخری رسول کو خیبر میں فتح و کامرانی سے نوازا تو ان کے دلوں میں رعب و دبدبہ طاری ہو گیا اور انہوں نے فدک کا آدھا حصہ آپ کو دے دیا۔

ساتویں ہجری میں خیبر کے یہودیوں کی عہد شکنی کی وجہ سے پیغمبر اسلامؐ نے مسلمانوں کو ان سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ مسلمانوں نے خیبر کے سات قلعوں کا محاصرہ کر لیا اور اس کے کچھ قلعوں کو

---

[۱]. فاطمۃ الزہرا من المہد الی اللحد، علامہ محمد کاظم قزوینی ص ۲۰۶ طباعت: بیروت، لبنان

[۲]. لسان العرب جلد ۲ صفحہ ۴۷۳

[۳]. فرازهای از تاریخ پیامبر اسلام، موٴلف: جعفر سبحانی صفحہ ۴۰۳ طبع: سازمان چاپ وانتشارات وزارت فرہنگ وارشاد اسلامی، ایران

[۴]. شرح نہج البلاغہ، تالیف: ابن ابی الحدید المعتزلی، جلد ۱۶ صفحہ ۲۳۶ طبع: حلب

بھی فتح کرلیا۔ دو قلعے باقی تھے کہ اس میں رہنے والوں نے امان طلب کی اور آپ نے انہیں امان دیدی۔ وہ لوگ قلعہ سے باہر نکلے اور اپنے تمام مال و دولت، گھر اور کھیت مسلمانوں کے اختیار میں دیدیا اور خود شام کی طرف ہجرت کر گئے۔

یہ عظیم فتح فدک کے یہودیوں کے خوف کا سبب بنی۔ پیغمبر خداؐ نے ان لوگوں کی طرف ایک شخص کو دعوت اسلام کے لئے بھیجا لیکن وہ لوگ مسلمان نہ ہوئے اور بغیر کسی جنگ و جدال کے فدک کی نصف آراضی آپ کے حوالہ کر دی۔ جیسا کہ اللہ کا ارشاد گرامی ہے:

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَمَآ أَفَآءَ اللّٰهُ عَلَىٰ رَسُولِهِۦ مِنۡهُمۡ فَمَآ أَوۡجَفۡتُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ خَيۡلٍ وَلَا رِكَابٍ وَلَٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهُۥ عَلَىٰ مَن يَشَآءُۚ وَاللّٰهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٍ قَدِيرٌ۔[1]

اور خدا نے جو کچھ ان کی طرف سے مال غنیمت اپنے رسول کو دلوایا ہے۔ جس کے لئے گھوڑے یا اونٹ کے ذریعہ کوئی دوڑ دھوپ نہیں کی ہے۔ لیکن اللہ اپنے رسول کو غلبہ عنایت کرتا ہے۔ اور وہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔[2]

سید شرف الدین فرماتے ہیں: جب اللہ نے خاتم المرسلین کو خیبر کے قلعوں پر فتح عنایت کی تو اس نے اہل فدک کے دلوں میں رعب و دبدبہ ڈال دیا۔ پس ان لوگوں نے آدھی زمین پر صلح کرلی اور اسی پر راضی ہو گئے۔ نصف مال رسول اکرمؐ کا ہو گیا۔ اس لئے کہ اس کی خاطر مسلمانوں نے گھوڑے یا اونٹ کے ذریعہ دوڑ دھوپ نہیں کی۔ اس مسئلہ پر پوری امت کا اتفاق ہے۔[3]

عبد الفتاح عبد المقصود کہتے ہیں: اصل اور حقیقی نظر یہ یہ ہے کہ فدک خالص رسول اللہ کی ملکیت تھی۔[4]

[۱ . سورہ حشر ۶

[۲ . فدک، تالیف: آیۃ ا... سید محمد حسین قزوینی صفحہ ۱۶ طبع: ماہ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ ترجمہ در زبان فارسی، سید احمد علم الہدیٰ جمادی الاول ۱۳۹۸ قمری

[۳ . فاطمۃ الزہرا بھجۃ قلب المصطفی: مؤلفہ: احمد الرحمانی الہمدانی صفحہ ۴۰۲، طبع مؤسسۃ البدر للتحقیق والنشر ۱۴۱۰ھ

[۴ . فاطمۃ الزہرا بھجۃ قلب المصطفی: مؤلفہ: احمد الرحمانی الھمدانی صفحہ ۳۹۶، طبع مؤسسۃ البدر للتحقیق والنشر ۱۴۱۰ھ

ابن اثیر لکھتے ہیں: خیبر مسلمانوں کا مال «فی» تھا اور فدک خالص رسول اللہ کی ملکیت تھی۔ کیوں کہ اس کے لئے مسلمانوں نے گھوڑے یا اونٹ نہیں دوڑائے۔[1]

[1] . الکامل فی التاریخ جلد ۳ صفحہ ۲۲۱

فدک، حضرت فاطمہ علیہاالسلام کی ملکیت

آیت ﴿وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ﴾[1] «اور قرابت داروں کو ان کا حق دیدیجیئے»۔

جب نازل ہوئی تو اللہ کے حبیب نے باغ فدک، جناب فاطمہ علیہاالسلام زہرا کے حوالہ کر دیا۔

مذکورہ مضمون کی تائید میں چند روایات ملاحظہ فرمائیں:

[۱] ابو سعید خدری فرماتے ہیں: جب آیت نازل ہوئی تو رسولؐ خدا نے فرمایا: اے فاطمہ! فدک تمہاری ملکیت ہے۔[2]

[۲] عطیہ سے روایت ہے کہ: جب یہ آیت «اور قرابت داروں کو ان کا حق دیدیجیئے» نازل ہوئی تو پیغمبر اسلام نے جناب فاطمہ علیہاالسلام زہرا کو طلب فرمایا اور فدک بخش دیا۔[3]

[۳] حضرت علیؑ نے فرمایا: رسولؐ خدا نے فدک، جناب فاطمہ علیہاالسلام زہرا کو بخش دیا تھا۔[4]

[۱ . سورہ اسراء ۲۶

[۲ . کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۴ اور فاطمۃ الزہرا بہجۃ قلب المصطفی: مؤلفہ: احمد الرحمانی الھمدانی صفحہ ۳۹۶، طبع مؤسسۃ البدر للتحقیق و النشر ۱۴۱۰ھ

[۳ . کشف المراد جلد ۲ صفحہ ۱۹۴، فاطمۃ الزہرا بہجۃ قلب المصطفی: مؤلفہ: احمد الرحمانی الھمدانی صفحہ ۳۹۸، طبع مؤسسۃ البدر للتحقیق و النشر ۱۴۱۰ھ، مسند ابو یعلی جلد ۲ صفحہ ۳۳۴ حدیث ۱۰۷۵، صفحہ ۵۳۴ حدیث ۱۴۰۹، تفسیر عیاشی مندرجہ بالا آیت کے ذیل میں، تفسیر فرات سورہ روم آیت ۳۸ کے ضمن میں، شواہد التنزیل از حسکانی جلد ۱ صفحہ ۴۳۸ حدیث ۴۶۸ اور ۴۷۲، تفسیر ابوالفتوح رازی مندرجہ بالا آیت کے ذیل میں، مقتل خوارزمی جلد ۱ صفحہ ۷۱ فصل ۵، تفسیر در منثور مندرجہ بالا آیت کے ذیل میں اور تاویل مانزل من القرآن الکریم فی النبی وآلہ کما عنہ فی تاویل الآیات الظاھرۃ، سورہ روم آیت ۳۸ کے ذیل میں

۴ . کشف المراد جلد ۲ صفحہ ۱۹۵، ناشر: مرکز الطباعۃ والنشر للمجمع العالمی لاھل البیت ۱۴۳۳ھ ۲۰۱۲، بیروت

[۴] ابو القاسم حسکانی تحریر کرتے ہیں: جب رسولؐ خدا پر یہ آیت «اور قرابت داروں کو ان کا حق دید یجیئے» ، نازل ہوئی تو رسول اللہؐ نے فاطمہ علیہا السلام زہرا کو بلایا اور فدک اور ملحقات فدک عطا کر دیا۔[۱]

[۶] ابن عباس سے روایت ہے کہ: جب یہ آیت ﴿وَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ﴾ «اور قرابت داروں کو ان کا حق دید یجیئے»۔ (سورہ اسراء ۲۶) نازل ہوئی تو سرکار دو عالمؐ نے فدک، حضرت فاطمہ علیہا السلام زہرا کو عطا کر دیا تھا۔[۲]

[۷] بزار، ابویعلیٰ، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے سعید خدری سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا: جب یہ آیت «اور قرابت داروں کو ان کا حق دید یجیئے»[۳] نازل ہوئی تو پیغمبر خداؐ نے جناب صدیقہؑ کو بلایا اور فدک عطا کر دیا۔[۴]

[۸] عبد الفتاح عبد المقصود کہتے ہیں: فدک کی زمین چاہے نحلہ (ہدیہ، ہبہ) ہو مگر وہ خالص جناب فاطمہ علیہا السلام زہرا کی ملکیت تھی۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔[۵]

[۹] مامون نے اپنے مدینہ کے گورنر کو خط لکھا... کہ: اللہ کے رسولؐ نے فدک کو جناب فاطمہ علیہا السلام زہرا کے حوالہ کر دیا تھا۔[۶]

[۱ . فاطمۃ الزہرا بھجۃ قلب المصطفی: مؤلفہ: احمد الرحمانی الھمدانی صفحہ ۳۹۶ طبع مؤسسۃ البدر للتحقیق والنشر ۱۴۱۰ھ

[۲ . تفسیر درمنثور، از جلال الدین عبد الرحمٰن ابن ابی بکر السیوطی منثور جلد ۴ صفحہ ۱۷۷ طبع: المکتبۃ الاسلامیۃ و مکتبہ جعفری، شارع ابوذر، طہران، جمہری و مکتبہ اعتماد، عراق، کاظمیہ، مجمع البیان جلد ۵ صفحہ ۶۳۴، دار المعرفہ، بیروت، لبنان، ۱۴۰۸ھ ۱۹۸۸ء

[۳ . سورہ اسراء ۲۶

[۴ . مذکورہ حوالہ، ینابیع المودۃ جلد ا صفحہ ۱۴۲، منشورات: مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، لبنان

[۵ . کتاب فدک، از علامہ قزوینی، مقدمہ کتاب

[۶ . فاطمۃ الزہرا بھجۃ قلب المصطفی: مؤلفہ: احمد الرحمانی الھمدانی صفحہ ۳۹۷، طبع: مؤسسۃ البدر للتحقیق والنشر ۱۴۱۰ھ



فاطمہ علیہا السلام زہرا کو فدک ہبہ کرنے کے اسباب

[۱] آپ سرکار دو عالم کے نزدیک محبوب ترین فرد تھیں۔

[۲] آپ کی ذاتِ بابرکت دشمنوں کے طعنہ ابتر کا جواب اور مصداق کوثر بنی۔

[۳] آپ دین اسلام، رسولؐ اسلام اور وصی اسلامؑ کی سراپا حامی و مددگار تھیں۔

[۴] آپ کی عصمت و صداقت اور عفت و پاکدامنی کا صریحی ذکر قرآن میں موجود ہے۔

[۵] سرکار ختمی مرتبت اس بات کا علم رکھتے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام کے حکومت کی باگ دوڑ سنبھالتے ہی مخالفت کے طوفان امڈ پڑیں گے کیوں کہ آپ اسلامی جنگوں کے فاتح تھے اور سوائے چند افراد کے اکثر کافروں کے گھرانے کی فرد آپ کی شمشیر سے واصل جہنم ہو ئی تھی۔ لہذا وہ آپ کے قتل کے درپے رہیں گے۔ آنحضرت نے جناب فاطمہ علیہا السلام زہرا کو فدک اس لئے عطا کیا تھا تا کہ آپ کی اقتصادیات میں کوئی کمی نہ آنے پائے۔ اس لئے کہ اس سے امت اسلامی کا اقتصاد وابستہ تھا۔

فدک اور خلیفہ اول

خلیفہ اول نے زمام حکومت سنبھالتے ہی سیاسی جال بچھا دیا۔ فدک سے حضرت فاطمہ علیہا السلام زہرا سلام اللہ علیہا کے کارمندوں بے دخل کر دیا۔ جب آپ کے کانوں تک یہ خبر پہونچی تو آپ کو بہت صدمہ ہوا۔ اب آپ کے پاس دو راہیں موجود تھیں۔

اول: آپ اس حرکت کا جواب نہ دیتیں اور خاموشی اختیار کر لیتیں اور اپنے شرعی حقوق سے چشم پوشی کر کے اسے طاق نسیاں کے حوالہ کر دیتیں کہ مجھے تو اس دنیا کے مال و متاع کی کوئی ضرورت نہیں۔

دوم: آپ اپنے حقوق کی خاطر ہر ممکنہ کوشش کریں اور آیات و روایات کا سہارا لے کر اپنے حق پر ہونے کو ثابت کریں۔

پہلی راہ کا انتخاب عقلی اور شرعی اعتراضات سے خالی نہ تھا۔ چونکہ عقل اور شریعت دونوں کا کہنا ہے کہ اپنے حق کا مطالبہ کرو۔ اسی بات کے پیش نظر آپ نے مطالبہ فدک کو ترجیح دی، جس کے چند اسباب قابل ذکر ہیں:

[۱] آپ خاندان عصمت و نبوت کی چشم و چراغ، خانہ وحی کی پروردہ، ام الائمہ، جنت کی عورتوں کی سردار اور پورے عالم کی خواتین کے لئے نمونہ عمل تھیں۔ اگر آپ اپنے حق کا مطالبہ نہ کرتیں تو آنے والی نسل آپ کے کردار کو نمونہ نہ قرار دیتی اور ان کا یہ اعتراض ہوتا کہ آپ نے حق کا مطالبہ کیوں نہیں کیا؟

[۲] اگر آپ خاموش رہ جاتیں تو خلیفہ اول کی حکومت کو قانونی اور شرعی حیثیت حاصل ہو جاتی۔

[۳] مطالبہ فدک کے سلسلے میں خاموشی اختیار کرنا یعنی خلیفۃ المسلمین کی غاصبانہ جسارتوں کو پروان چڑھانا۔

[۴] خلیفہ کے خلاف آواز حق بلند کرنا اس لئے ضروری تھا تا کہ ظالم کے چہرے سے نقاب کشائی کی جاسکے۔

[۵] حاکم وقت کے خلاف خاموشی اختیار نہ کرنا اس لئے بھی تھا تا کہ لوگوں پر حجت قائم کی جاسکے کہ یہ حکومت اسلامی قوانین کے تابع نہیں ہے۔

[۶] حکومت کے خلاف اپنا احتجاج درج کر کے خاموش بیٹھے سادہ لوح عوام کے ذہن کو جھنجھوڑنا تھا کہ امت مسلمہ کا حاکم عادل نہیں ہے۔

[۷] اپنے حق کا مطالبہ کرنا اس لئے بھی ضروری تھا تا کہ سماج و معاشرہ میں ظلم وستم کا رواج قائم نہ ہونے پائے۔

[۸] خلیفہ کے عمل کا جواب اس لئے بھی ضروری تھا تا کہ لوگ جان جائیں کہ حاکم وقت، قوم کا مصلح نہیں ہے۔

[۹] اپنا شرعی حق اس لئے بھی طلب کرنا تھا تا کہ عوام الناس لباس اور عہدہ پر نہیں بلکہ کردار پر بھروسہ کرے۔

[۱۰] اپنی ذاتی ملکیت کا مطالبہ اس لئے بھی تھا کیوں کہ ظلم کے خلاف خاموش رہنا بھی ظلم ہے۔

[۱۱] اپنی جائیداد کا مطالبہ کرنا عاقلانہ اقدام ہے اور اس سے بے اعتنائی برتنا غیر مطلوبہ عمل ہے۔

[۱۲] اپنے شرعی حقوق کا مطالبہ کرنا اس لئے بھی ضروری تھا تا کہ لوگوں کو اس بات کا علم ہو جائے کہ عورت گھر کی چہار دیواری میں رہنے والی قیدی نہیں ہے بلکہ وہ بھی سماج کا ایک حصہ ہے۔

مندرجہ بالااوراس جیسے بہت سے اسباب موجود تھے جو آپ کی خاموشی کو توڑنے کا سبب بنے اور آپ نے فدک کی ذاتی ملکیت پر خاموشی اختیار کرنا عقل و خرد کے بالکل خلاف سمجھا۔

حضرت فاطمہ علیہا السلام زہرا اور حاکم وقت

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا اپنا حق لینے خلیفہ اول کے پاس گئیں اور فرمایا: میرے بابا نے مجھے فدک ہبہ کیا تھا۔

ان حضرت نے جواب دیا: میں جانتا ہوں کہ آپ جھوٹ نہیں بولتیں۔ پھر بھی آپ گواہ پیش کریں۔

آپ نے گواہی کے لئے حضرت امام علی علیہ السلام اور جناب ام ایمن کو پیش کیا۔

ابو بکر نے کہا: اے دختر پیغمبر! آپ کو تو معلوم ہے کہ گواہ ایک مرد اور دو عورت ہونی چاہئے۔

جب خلیفہ نے آپ کے گواہوں کی گواہی قبول نہ کی تو آپ حضرت امام حسن علیہ السلام، امام حسین علیہ السلام اور جناب اسماء بنت عمیس کے ہمراہ گئیں۔ ایسے میں خلیفہ اور اس کے معاون کے پاس سوائے سفسطہ اور مغالطہ کے کوئی راہ نہ تھی، انہوں نے کہا کہ علی آپ کے شوہر اور حسنین فرزند ہیں۔ اس لیے ان کی گواہی قبول نہیں جائے گی چونکہ یہ اپنے ہی حق میں گواہی دیں گے۔

اسماء بنت عمیس ایک زمانے تک جعفر بن ابی طالب کی زوجیت میں تھیں، اس لئے مہر و محبت کی بنا پر وہ بھی بنی ہاشم کے حق میں ہی گواہی دیں گی۔

ام ایمن غیر عرب ہیں اور فصیح زبان نہیں بول سکتیں۔لہذا ان کی بھی گواہی قبول نہیں کی جاسکتی۔[1]

[1] . فدک، تالیف: آیۃ ا... سید محمد حسین قزوینی صفحہ ۲۳ طبع: ماہ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ ترجمہ در زبان فارسی، سید احمد علم الہدیٰ جمادی الاول ۱۳۹۸ قمری

گذشتہ عبارت کا تجزیہ

قانون عدالت یہ ہے کہ مدعی (جس نے کسی ملکیت کو اپنا حق ہونے کا دعویٰ کیا ہے) خود گواہ پیش کرے۔ جناب ابو بکر کا حضرت فاطمہ علیہا السلام زہرا سے گواہ طلب کرنا قانون عدالت کے خلاف تھا۔

امیر المومنین علیہ السلام اور حسنین علیہما السلام آیت تطہیر کی رو سے معصوم تھے اور ان سے غلط بیانی اور جانب داری کا شائبہ بھی نہیں پایا جاتا ہے۔ ذیل میں آپ کی عصمت پر چند دلائل پیش خدمت ہیں:

آیہ تطہیر

جناب عائشہ فرماتی ہیں: ایک روز پیغمبر خداؐ اپنے شانے پر سیاہ اون کی کملی ڈالے گھر سے باہر نکلے۔ اس کے بعد حسن، حسین، فاطمہ اور علی آئے اور اس کپڑے میں داخل ہو گئے۔ اور آپ نے فرمایا: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾[1]۔ [2]

ابن جریر، ابن طبرانی اور مردویہ نے ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ: رسول خداؐ ان کے گھر میں اپنے بستر پر آرام فرما رہے تھے اور آپ خیبری چادر اوڑھے ہوئے تھے اتنے میں

[1]. سورۂ احزاب ۳۳

[2]. ینابیع المودۃ صفحہ ۱۲۵، منشورات: مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، لبنان

جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا دختر رسول اسلامؐ تشریف لائیں۔ آپ کے ہاتھ میں کھانے کا ایک ظرف تھا۔

آنحضرت نے فرمایا: اپنے شوہر اور اپنے دونوں فرزند حسنین کو بلاؤ۔ جب آپ حضرات ماحضر تناول فرما رہے تھے تو یہ آیت ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ نازل ہوئی۔

اس کے بعد آپ نے چادر کے گوشہ کو اٹھایا اور ان حضرات پر ڈال دیا۔ پھر چادر کے اندر سے اپنے ہاتھ کو نکالا، آسمان کی طرف بلند کیا اور فرمایا: خدایا! یہ میرے اہل بیت اور میرے اپنے ہیں۔ لہٰذا، ان سے نجاسات کو دور کر اور ان کو جیسا حق طہارت ہے، طاہر بنا اور آپ نے اس جملہ کو تین بار دہرایا۔

جناب ام سلمہ کہتی ہیں: میں نے چادر کے اندر اپنے سر کو ڈالا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں بھی آپ سب کے ہمراہ ہوں؟

آپ نے فرمایا: تم خیر پر ہو![1]

واثلہ ابن اسقع کہتے ہیں: ایک روز پیغمبر خداؐ، حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے بیت الشرف میں تشریف لے گئے۔ علیؑ و فاطمہ علیہا السلام کو سامنے بلایا اور حسنؑ و حسینؑ کو زانو پر بٹھایا۔ اس کے بعد ان کے سروں پر چادر ڈالی...... اور اس آیت کی تلاوت فرمائی: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ [2]۔[3]

سعید خدری سے نقل کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا: آیت تطہیر پنجتن کی شان میں نازل ہوئی اور وہ نبیؐ، علیؑ، فاطمہ علیہا السلام، حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔[4]

---

[1]. تفسیر درمنثور، از جلال الدین عبد الرحمٰن ابن ابی بکر السیوطی آیت تطہیر کے ضمن میں طبع: المکتبۃ الاسلامیۃ و مکتبہ جعفری، شارع بوذر، طہران، جمہری و مکتبہ اعتماد، عراق، کاظمیہ ینابیع المودۃ صفحہ ۱۲۶، منشورات: مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، لبنان

[2]. سورہ احزاب / ۳۳

[3]. ینابیع المودۃ از قندوزی صفحہ ۱۲۶، منشورات: مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، لبنان

[4]. ینابیع المودۃ صفحہ ۱۲۷ منشورات: مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، لبنان

ام سلمہ فرماتی ہیں کہ: آیت تطہیر میرے ہی گھر میں نازل ہوئی اور اس کے اندر سات ہستیاں تھیں: جبرئیل، میکائیل، نبیؐ، فاطمہ علیہا السلام، علیؑ، حسنؑ اور حسینؑ۔ میں گھر کے دروازہ پر تھی اور عرض کیا: اے رسول اللہ! کیا میں بھی داخل ہوسکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: آپ خیر پر ہیں اور ازواج نبی میں سے ہیں۔[1]

اس کے علاوہ بہت سی روایات ہیں جو مذکورہ بات کی تائید کرتی ہیں کہ آیت تطہیر حضرت رسول اسلام، امام علی علیہ السلام، حضرت زہرا سلام اللہ علیہا اور حسنین علیہما السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔[2]

آیہ مباہلہ

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْاْ نَدْعُ أَبْنَاءنَا وَأَبْنَاءكُمْ وَنِسَاءنَا وَنِسَاءكُمْ وَأَنفُسَنَا وأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَةَ اللّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ.[3]

آپ کے پاس علم آجانے کے بعد بھی اگر یہ لوگ (عیسیٰ کے بارے میں) آپ سے جھگڑا کریں تو آپ کہدیں: آؤ ہم اپنے بیٹونکو بلاتے ہیںاور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ، ہم اپنی خواتین کو بلاتے ہیںاور تم اپنی عورتوں کو بلاؤ، ہم اپنے نفسونکو بلاتے ہیں اور تم اپنے نفسوں کو بلاؤ، پھر دونوں فریق اللہ سے دعا کریں کہ جو جھوٹا ہو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

مذکورہ آیت کریمہ کے سلسلے میں شیعہ اور علماء اہل سنت کا بیان ہے کہ یہ آیت امام حسنؑ، امام حسینؑ، حضرت فاطمہ علیہا السلام اور امام علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

---

[1] . تفسیر درمنثور، از جلال الدین عبد الرحمٰن ابن ابی بکر السیوطی جلد ۵ صفحہ ۱۹۸ طبع: المکتبۃ الاسلامیۃ و مکتبہ جعفری، شارع بوذر، طہران، جمہری و مکتبہ اعتماد، عراق، کاظمیہ

[2] . مزید معلومات کے لئے دیگر کتاب اور تفسیر منثور جلد ۵ صفحہ ۱۹۸ و ۱۹۹ اور ینابیع المودۃ صفحہ ۱۲۵ تا ۱۲۷ منشورات: موسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، لبنان ملاحظہ فرمائیں۔

[3] . سورہ آل عمران ۶۱

مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ابناءنا سے مراد امام حسنؑ اور امام حسینؑ ہیں۔ نسائنا سے مراد حضرت فاطمہ زہراؑ ہیں اور انفسنا کا مصداق مولائے کائنات کی شخصیت ہے۔[1]

قاضی نوراللہ شوستری اپنی اس کتاب کے حاشیہ میں تحریر کرتے ہیں:

تقریباً ساٹھ اہل سنت کے بزرگ عالم نے تصریح کی ہے کہ آیت مباہلہ اہل بیتؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے منجملہ:

[۱] مسلم بن حجاج نیشاپوری جلد ۷ صفحہ ۱۲۰ طبع محمد علی صبیح۔مصر

[۲] تفسیر طبری، مندرجہ بالا آیت کے ذیل میں۔جلد ۳ صفحہ ۱۹۲: میمنہ، مصر

[۳] مسند ابن احمد حنبل جلد ۱ صفحہ ۱۸۵ طبع: مصر

[۴] الجامع لاحکام القرآن از علامہ قرطبی جلد ۳ صفحہ ۱۰۴ طبع: مصر

[۵] ابن جوزی، تذکرۃ الخواص، صفحہ ۱۷ طبع: نجف اشرف

[۶] تفسیر کشاف از زمخشری جلد ۱ صفحہ ۱۹۳ طبع: مصطفی محمد، مصر

[۷] تفسیر جواہر از طنطاوی جلد ۲ صفحہ ۱۲۰ طبع: مصطفی البابی الحلبی، مصر

[۸] الاصابہ از حافظ احمد ابن حجر عسقلانی جلد ۲ صفحہ ۵۰۳ طبع: مصطفی محمد، مصر

[۹] مستدرک از حاکم جلد ۳ صفحہ ۱۵۰ طبع: حیدر آباد دکن، ہندوستان

[۱۰] دلائل النبوۃ از حافظ ابو نعیم اصفہانی صفحہ ۲۹۷ طبع: حیدر آباد

[۱۱] تفسیر رازی جلد ۸ صفحہ ۸۵ طبع: البہیہ، مصر

[۱۲] تفسیر قاضی بیضاوی جلد ۲ صفحہ ۲۲ طبع: مصطفی محمد، مصر

[۱۳] تفسیر روح المعانی از آلوسی جلد ۳ صفحہ ۱۶۷ طبع: منیریہ، مصر

[۱۴] فصول المہمہ از ابن صباغ، صفحہ ۱۰۸ طبع: نجف اشرف

[۱۵] اسباب النزول از واحدی نیشاپوری، صفحہ ۷۴ طبع: الھندیہ، مصر

[۱ . احقاق الحق از قاضی نوراللہ شوستری جلد ۳ صفحہ ۴۶ بحوالہ تفسیر نمونہ جلد ۲ صفحہ ۴۴۱، ناشر: دار الکتب الاسلامیہ، بازار سلطانی، تہران ۱۳۷۰ ایرانی

[۱۶] جامع الاصول ازابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۴۷۰ طبع: مسنۃ المحمدیہ، مصر

مذکورہ دو آیات صرف تقریب ذہنی اور اختصار کا لحاظ کرتے ہوئے پیش کی گئیں، ورنہ اہل بیت کے سلسلے میں پورا سورہ دہر اور امام علی علیہ السلام کی شان میں ۳۰۰ آیات نازل ہوئی ہیں۔ اسی عنوان کی پر ایک کتاب بھی منظر عام پر آچکی ہے۔ حضرت فاطمہ علیہا السلام زہرا کے بارے میں پورا سورہ کوثر نازل ہوا ہے۔ اس کے علاوہ بہت سی آیات و روایات ہیں، جن میں کثرت سے آل محمد کی صداقت، پاکدامنی اور عفت کا بیان موجود ہے۔

اسماء بنت عمیس

اسماء بنت عمیس وہ خاتون ہیں جن کے سلسلے میں حضرت رسول خدا کا ارشاد گرامی ہے کہ آپ اہل بہشت کی خواتین میں سے ہیں۔ لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا کسی کا محب ہونا اس کا گواہ نہ بننے کا سبب ہوتا ہے؟

ام ایمن

ام ایمن نے حاکم وقت سے سوال کیا کہ تمہیں اللہ کی قسم دیتی ہوں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ نے میرے بارے میں ارشاد فرمایا: ﴿ام ایمن امرۃ من اهل الجنۃ﴾ ام ایمن بہشتی عورت ہیں۔

خلیفہ نے جواب دیا: ہاں! میں جانتا ہوں۔ اسی وقت آپ نے یہ گواہی دی کہ جب یہ آیت ﴿وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ﴾ نازل ہوئی تو سرکار دو عالمؐ نے جناب فاطمہ علیہا السلام زہرا کو فدک بخش دیا تھا۔[۱]

اگر ہم خلیفہ کے دلائل مان لیں تو اس کا کھلا ہوا مفہوم یہ ہوا کہ غیر عرب کی گواہی کوئی معنی نہیں رکھتی جبکہ دنیا کی کسی بھی عدالت میں ایسا کوئی قانون نہیں ہے کہ غیر زبان گواہ نہیں بن سکتا اور ویسے بھی اسلام نے سب کو برابر کا حق دیا ہے۔

۱۔ فاطمہ چہ گفت؟ مدینہ چہ شد؟ صفحہ ۱۳۹ ناشر: سروش پریس، تہران ۲۰۰۲ء

الغرض...! جب جناب فاطمہ علیہا السلام زہرا نے حاکم وقت سے اپنا حق طلب کیا تو خلیفہ نے جواب میں کہا کہ رسولؐ اکرم کی حدیث ہے کہ ﴿نحن معاشر الانبیاء لانورث ما ترکناہ صدقۃ﴾ ہم گروہ انبیاء کوئی میراث نہیں چھوڑتے بلکہ جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ صدقہ ہوتا ہے۔ جبکہ آیات قرآنی جناب فاطمہ زہرا کے قول کی مکمل تصدیق کرتی ہیں۔[1]

[1 . فاطمۃ الزہرا بہجۃ قلب المصطفی: مؤلفہ: احمد الرحمانی الھمدانی صفحہ ۳۹۴، طبع، مؤسسۃ البدر للتحقیق والنشر ۱۴۱۰ھ

آیات میراث

کیا حدیث اور قرآن میں تضاد ہوسکتا ہے......!؟نہیں۔ اگر ہو بھی جائے تو اس حدیث کو دیوار پر دے مارو، خلیفہ وقت نے آیات کے مقابل میں یہ دلیل پیش کی کہ نبی میراث نہیں چھوڑتے ہیں، وہ صدقہ ہوتا ہے۔میراث کے متعلق چند آیات ملاحظہ ہوں:

لِّلرِّجَالِ نَصيِبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاء نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا.[1]

مردوں کے لئے ان کے والدین اور اقرباء کے ترکہ میں ایک حصہ ہے اور عورتوں کے بھی ان کے والدین اور اقرباء کے ترکہ میں ایک حصہ ہے وہ مال بہت ہو یا تھوڑا یہ حصہ بطور فریضہ ہے۔

يُوصِيكُمُ اللّهُ فِي أَوْلاَدِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الأُنثَيَيْنِ فَإِن كُنَّ نِسَاء فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِن كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِن كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِن لَّمْ يَكُن لَّهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِن كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلأُمِّهِ السُّدُسُ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ آبَآؤُكُمْ وَأَبناؤُكُمْ لاَ تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعاً فَرِيضَةً مِّنَ اللّهِ إِنَّ اللّهَ كَانَ عَلِيما حَكِيمًا.[2]

[1 . سورہ نساء/۷

[2 . سورہ نساء/۱۱

اللہ تمہیں تمہارے اولاد کے بارے میں حکم کرتا ہے کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہو گا۔اب اگر لڑکیاں دو سے زیادہ ہیں تو انہیں تمام ترکہ کا دو تہائی حصہ ملے گا اور اگر ایک ہی ہے تو اسے آدھا اور مرنے والے کے ماں باپ میں سے ہر ایک کے لیے چھٹا حصہ ہے۔اگر اولاد بھی ہو اور اگر اولاد نہ ہو اور ماں باپ وارث ہوں تو ماں کے لیے ایک تہائی ہے۔اور اگر بھائی بھی ہوں تو ماں کے لیے چھٹا حصہ ہے۔ان وصیتوں کے بعد جو کہ مرنے والے نے کی ہیں یا ان قرضوں کے بعد جو اس کے ذمہ ہیں۔یہ تمہارے ہی ماں باپ اور اولاد ہیں مگر تمہیں نہیں معلوم کہ تمہارے حق میں زیادہ منفعت رساں کون ہے۔یہ اللہ کے طرف سے فریضہ ہے۔اور اللہ صاحب علم بھی ہے اور صاحب حکمت بھی ہے۔

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَإِن كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ ۚ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۚ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَإِن كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُم ۚ مِّن بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَإِن كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَإِن كَانُوا أَكْثَرَ مِن ذَٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ ۚ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ .[1]

اور تمہارے لیے تمہاری بیویوں کے ترکہ کا نصف حصہ ہے اگر ان کے اولاد نہ ہو۔پس اگر ان کی اولاد بھی ہے تو ان کے ترکہ میں سے تمہارا چوتھائی حصہ ہے ان کی وصیتوں یا قرضوں کے بعد اور ان کے لیے تمہارے ترکہ میں سے چوتھائی حصہ ہے اگر تمہاری اولاد نہ ہو اور اگر تمہاری اولاد بھی ہے تو ان کے لیے تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ ہے،ان وصیتوں کے بعد جو تم نے کی ہیں یا قرضوں کے بعد اگر قرض ہے۔اور اگر کوئی مرد یا عورت اپنے کلالہ (مادری بھائی یا بہن) کا وارث ہو رہا ہے۔اور ایک بھائی یا ایک بہن ہے تو ہر ایک کے لیے چھٹا حصہ ہے اس وصیت کے بعد جو کی گئی ہے یا قرضہ کے بعد بشرطیکہ وصیت یا قرضہ کی

[1 . سورہ نساء ۱۲

بنیاد ورثہ کو ضرر پہونچانے پر نہ ہو۔ یہ خدا کی طرف سے وصیت ہے اور وہ ہر شے کا جاننے والا اور ہر کام کو حکمت کے مطابق انجام دینے والا ہے۔

فَهَبْ لِي مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا ۔ يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا .[۱]

اب تو مجھے ایک ایسا ولی اور وارث عطا فرمادے جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو اور پروردگار اسے اپنا پسندیدہ بھی قرار دیدے۔

وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُودَ.[۲]

اور پھر سلیمان داؤد کے وارث بنے۔

قول و فعل میں تضاد...!

﴿فقد روی انه اعطاه خاتمه وسیفه فی مرضه وابوبکر حاضر واما البغلة فقد کان نحله ایاها فی علی﴾

روایت کی گئی ہے کہ رسولؐ اکرم نے حالت احتضار میں اپنی انگشتری اور تلوار حضرت علیؑ کو دیدیا تھا جبکہ ابو بکر وہیں موجود تھے اور آپ کا خچر بھی حضرت علی علیہ السلام کو بطور نحلہ پہونچا۔[۳]

رسولؐ خدا کی رحلت کے بعد ابو بکر نے کہا جس کسی کو بھی پیغمبر سے کوئی مطالبہ درکار ہے یا آپ نے کسی کو کچھ عطا کرنے کو کہا تھا اور اسے وہ نہ ملا ہو، وہ میرے پاس آئے۔

جابر نے کہا: آپؐ نے مجھ سے فلاں مقدار چیز دینے کا وعدہ کیا تھا۔

جناب ابو بکر نے جابر کے ہاتھ میں پانچ سو درہم رکھ دیئے اور پھر پانچ سو اور پھر پانچ سو۔ خلیفہ نے بغیر کسی سوال و جواب اور گواہ کے جناب جابر کو چند برابر درہم دیدیا تھا (لیکن فدک کیوں نہیں؟)[۴]

[۱ . سورہ مریم آیت ۵ اور ۶

[۲ . سورہ نمل آیت ۱۶

[۳ . شرح ابن ابی الحدید جلد ۱۶ صفحہ ۲۶۱ (WWW.eShia.ir) اور الشافی از سید مرتضی علم الہدیٰ صفحہ ۲۳۳

[۴ . صحیح مسلم، کتاب فضائل، باب سوال از پیامبر بحوالہ کتاب حدیث لولا فاطمہ از محمد علی گرامی صفحہ ۸۸، ناشر: دفتر محمد علی گرامی، تاریخ

علامہ ابو الفتح علی کراجکی کہتے ہیں قابل تعجب بات یہ ہے کہ فاطمہ بنت رسول اللہ مطالبہ فدک کی خاطر تشریف لائیں اور اپنے وارث ہونے کا اظہار کیا تو خلیفہ نے آپ کے قول کو جھٹلا دیا۔ لہٰذا، آپ (خالی ہاتھ) گھر لوٹ گئیں۔ پھر عائشہ بنت ابو بکر آئیں اور اس مکان کا مطالبہ کیا جس میں رسولؐ اسلام نے آپ کو سکونت دی تھی اور انہوں نے یہ گمان کیا کہ وہ اس کی مستحق ہیں۔ پس خلیفہ نے ان کی بات تسلیم کر لی اور ان کو وہ حجرہ دیدیا جس کا انہوں نے مطالبہ کیا تھا۔ (لیکن دختر رسول کو ان کے حقوق سے محروم رکھا گیا۔ مگر کیوں؟)۔[1]

مذکورہ روایات کے مطالعہ سے یہ بات صاف ظاہر ہو جاتی ہے کہ: لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا۔

جناب خلیفہ نے دیگر حضرات کے مطالبہ کو بغیر کسی گواہ اور دلیل کے فوراً قبول کر لیا لیکن مطالبہ فدک پر تمام معتبر گواہوں اور مستحکم دلیلوں کے باوجود حاکم وقت نے دختر رسولؐ کو ان کے حق سے محروم رکھا۔ ہر انصاف پسند اور بابصیرت انسان کے ذہن میں آج تک یہی سوال کھٹک رہا ہے کہ خلیفہ نے مسئلہ فدک میں انصاف کیوں نہیں کیا۔۔۔؟!

طبع: زمستان ۱۳۸۵ تیسرا ایڈیشن

[1] . فاطمۃ الزہرا بھجۃ قلب المصطفی: مؤلفہ: احمد الرحمانی الھمدانی صفحہ ۴۰۴ اور ۴۰۵، طبع مؤسسۃ البدر للتحقیق والنشر ۱۴۱۰ھ

اصل حقیقت کا انکار

جناب فاطمہ علیہا السلام زہرا ایک دفعہ اور اتمام حجت کے لیے خلیفہ کے یہاں تشریف لے گئیں مگر اس بار تو روز روشن حقیقت کا ہی انکار کر دیا اور ساری آیات و روایات کو پس پشت ڈال دیا اور کہا:

فدک تو رسول کی ذاتی ملکیت تھی ہی نہیں وہ تو مسلمانوں کے املاک میں شامل تھی! چونکہ اس وقت آپ حاکم وقت تھے اس لیے وہ آپ کے دست قدرت میں تھا اور آج میں ہوں لہٰذا، اسے میرے ہاتھوں میں ہونا چاہئے![1]

لمحہ فکریہ!

جناب فاطمہ زہراؑ تو پہلے ہی اپنے محکم دلائل اور متقن براہین کو خلیفہ کے سامنے پیش کر چکی تھیں۔ لیکن سامنے والے حقیقت قبول کرنے کو تیار ہی نہ تھے اور ہر روز نت نئے بہانے تراشتے اور طاقت وحکومت کے بل بوتے پر اپنی بات کے سامنے کسی کی ایک نہ سنتے۔

قابل تعجب بات تو یہ کہ ایک تو انہوں نے خلافت پر قبضہ جمالیا اور دوسرے آیات قرآنی کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کر رہے ہیں؟ کیوں خلاف اسلام فیصلہ کر تے ہیں اور یہ کس قسم کی قضاوت ہے؟

---

[1]. فدک، تالیف: آیۃ ا... سید محمد حسین قزوینی صفحہ ۳۰، طبع: ماہ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ ترجمہ در زبان فارسی، سید احمد علم الہدیٰ جمادی الاول ۱۳۹۸ قمری

جناب دوسرے کی جگہ بیٹھے ہیں اور پھر (جھوٹی) حدیث بھی پیش کرتے ہیں تا کہ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کے حق کو پائمال کر سکیں۔ کیا ایسے افراد قرآن اور دین اسلام کے حامی ہو سکتے ہیں؟ فدک اور اس کے ملحقات کی کوئی حیثیت نہیں، لیکن اس قسم کی غیر منصفانہ حرکتیں اور پھر خلیفۃ المسلمین ہونے کا دعویٰ...! بہر حال غلط ہے۔ یہ خبر لمحوں میں جنگل کی آگ کی مانند مدینہ میں پھیل گئی اور خوابیدہ ضمیروں کو بھی یہ احساس ہونے لگا کہ خلیفہ کی حقیقت کیا ہے۔۔۔؟!

خطبۂ فدک

روی عبد اللہ بن الحسن باسنادہ عن آبائہ، أنہ لَمَّا بَلَغَ فَاطِمَةَ عَلَيهَا السَّلَامُ إِجْمَاعُ أَبِي بَكرٍ عَلَى مَنْعِهَا فَدَكَ، لَاثَتْ خِمَارَهَا عَلَى رَأْسِهَا وَ اشْتَمَلَتْ بِجِلْبَابِهَا وَ أَقْبَلَتْ فِي لُمَةٍ مِنْ حَفَدَتِهَا وَ نِسَاءِ قَوْمِهَا تَطَأُ ذُيولَهَا، مَا تَخْرِمُ مِشْيَتُهَا مِشْيَةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ حَتَّى دَخَلَتْ عَلَى أَبِي بَكرٍ - وَ هُوَ فِي حَشَدٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَ الْأَنْصَارِ وَ غَيرِهِمْ فَنِيطَتْ دُونَهَا مُلَاءَةٌ، فَجَلَسَتْ ثُمَّ أَنَّتْ أَنَّةً أَجْهَشَ الْقَوْمُ لَهَا بِالْبُكاءِ، فَارْتَجَّ الْمَجْلِسُ، ثُمَّ أَمْهَلَتْ هُنَيئَةً حَتَّى إِذَا سَكنَ نَشِيجُ الْقَوْمِ وَ هَدَأَتْ فَوْرَتُهُمْ، افْتَتَحَتِ الْكلَامَ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَ الثَّنَاءِ عَلَيهِ وَ الصَّلَاةِ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ (ص)، فَعَادَ الْقَوْمُ فِي بُكائِهِمْ فَلَمَّا أَمْسَكوا عَادَتْ فِي كلَامِهَا. فَقَالَتْ عَلَيهَا السَّلَامُ:

الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى مَا أَنْعَمَ، وَ لَهُ الشُّكرُ عَلَى مَا أَلْهَمَ، وَ الثَّنَاءُ بِمَا قَدَّمَ مِنْ عُمُومِ نِعَمٍ ابْتَدَأَهَا، وَ سُبُوغِ آلَاءٍ أَسْدَاهَا، وَ تَمَامِ مِنَنٍ والاهَا، جَمَّ عَنِ الْإِحْصَاءِ عَدَدُهَا، وَ نَأَى عَنِ الْجَزَاءِ أَمَدُهَا، وَ تَفَاوَتَ عَنِ الْإِدْرَاك أَبَدُهَا، وَ نَدَبَهُمْ لِاسْتِزَادَتِهَا بِالشُّكرِ لِاتِّصَالِهَا، وَ اسْتَحْمَدَ إِلَى الْخَلَائِقِ بِإِجْزَالِهَا، وَ ثَنَّى بِالنَّدْبِ إِلَى أَمْثَالِهَا، وَ أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيك لَهُ، كلِمَةٌ جُعِلَ الْإِخْلَاصُ تَأْوِيلَهَا، وَ ضُمِّنَ الْقُلُوبُ مَوْصُولَهَا، وَ أَنَارَ فِي الْفِكرَةِ مَعْقُولَهَا، الْمُمْتَنِعُ مِنَ الْأَبْصَارِ رُؤْيتُهُ، وَ مِنَ الْأَلْسُنِ صِفَتُهُ، وَ مِنَ الْأَوْهَامِ كيفِيتُهُ، ابْتَدَعَ الْأَشْياءَ لَا مِنْ شَيءٍ كانَ قَبْلَهَا، وَ أَنْشَأَهَا بِلَا احْتِذَاءِ أَمْثِلَةٍ امْتَثَلَهَا، كوَّنَهَا بِقُدْرَتِهِ، وَ ذَرَأَهَا بِمَشِيتِهِ، مِنْ غَيرِ حَاجَةٍ مِنْهُ إِلَى تَكوِينِهَا، وَ لَا فَائِدَةٍ لَهُ فِي تَصْوِيرِهَا، إِلَّا تَثْبِيتاً لِحِكمَتِهِ، وَ تَنْبِيهاً عَلَى طَاعَتِهِ، وَ إِظْهَاراً لِقُدْرَتِهِ،

وَ تَعَبُّداً لِبَرِيتِهِ، وَإِعْزَازاً لِدَعْوَتِهِ، ثُمَّ جَعَلَ الثَّوَابَ عَلَى طَاعَتِهِ، وَ وَضَعَ الْعِقَابَ عَلَى مَعْصِيتِهِ، ذِيادَةً لِعِبَادِهِ عَنْ نِقْمَتِهِ وَ حِيَاشَةً مِنْهُ إِلَى جَنَّتِهِ؛
وَ أَشْهَدُ أَنَّ أَبِي مُحَمَّداً (صلى الله عليه وآله) عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ، اخْتَارَهُ وَ انْتَجَبَهُ قَبْلَ أَنْ أَرْسَلَهُ، وَ سَمَّاهُ قَبْلَ أَنِ اجْتَبَلَهُ، وَ اصْطَفَاهُ قَبْلَ أَنِ ابْتَعَثَهُ، إِذِ الْخَلَائِقُ بِالْغَيبِ مَكْنُونَةٌ، وَ بِسَتْرِ الْأَهَاوِيلِ مَصُونَةٌ، وَ بِنِهَايَةِ الْعَدَمِ مَقْرُونَةٌ، عِلْماً مِنَ اللَّهِ تَعَالَى بِمَائِلِ الْأُمُورِ، وَ إِحَاطَةً بِحَوَادِثِ الدُّهُورِ، وَ مَعْرِفَةً بِمَوَاقِعِ الْمَقْدُورِ. ابْتَعَثَهُ اللَّهُ تَعَالَى إِتْمَاماً لِأَمْرِهِ، وَ عَزِيمَةً عَلَى إِمْضَاءِ حُكْمِهِ، وَ إِنْفَاذاً لِمَقَادِيرِ حَتْمِهِ، فَرَأَى الْأُمَمَ فِرَقاً فِي أَدْيَانِهَا، عُكَّفاً عَلَى نِيرَانِهَا، عَابِدَةً لِأَوْثَانِهَا، مُنْكِرَةً لِلَّهِ مَعَ عِرْفَانِهَا، فَأَنَارَ اللَّهُ بِأَبِي ظُلَمَهَا، وَ كَشَفَ عَنِ الْقُلُوبِ بُهَمَهَا، وَ جَلَى عَنِ الْأَبْصَارِ غُمَمَهَا، وَ قَامَ فِي النَّاسِ بِالْهِدَايَةِ، فَأَنْقَذَهُمْ مِنَ الْغَوَايَةِ، وَبَصَّرَهُمْ مِنَ الْعَمَايَةِ، وَهَدَاهُمْ إِلَى الدِّينِ الْقَوِيمِ، وَدَعَاهُمْ إِلَى الطَّرِيقِ الْمُسْتَقِيمِ، ثُمَّ قَبَضَهُ اللَّهُ إِلَيهِ قَبْضَ رَأْفَةٍ وَ اخْتِيارٍ، وَ رَغْبَةٍ بمحمد صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَ آلِهِ مِنْ تَعَبِ هَذِهِ الدَّارِ فِي رَاحَةٍ، قَدْ حُفَّ بِالْمَلَائِكَةِ الْأَبْرَارِ، وَ رِضْوَانِ الرَّبِّ الْغَفَّارِ، وَ مُجَاوَرَةِ الْمَلِكِ الْجَبَّارِ، صَلَّى اللَّهُ عَلَى أَبِي نَبِيهِ وَ أَمِينِهِ عَلَى الْوَحْيِ وَ صَفِيهِ وَ خِيرَتِهِ مِنَ الْخَلْقِ وَ رَضِيهِ، وَ السَّلَامُ عَلَيهِ وَ رَحْمَةُ اللَّهِ وَ بَرَكَاتُهُ.
ثُمَّ الْتَفَتَتْ إِلَى أَهْلِ الْمَجْلِسِ، وَ قَالَتْ: أَنْتُمْ عِبَادَ اللَّهِ نُصُبُ أَمْرِهِ وَ نَهْيِهِ، وَ حَمَلَةُ دِينِهِ وَ وَحْيِهِ، وَ أُمَنَاءُ اللَّهِ عَلَى أَنْفُسِكُمْ، وَ بُلَغَاؤُهُ إِلَى الْأُمَمِ، وَ زَعَمْتُمْ حَقٌّ لَكُمْ لِلَّهِ فِيكُمْ عَهْدٌ قَدَّمَهُ إِلَيكُمْ، وَ بَقِيةٌ اسْتَخْلَفَهَا عَلَيكُمْ، كِتَابُ اللَّهِ النَّاطِقُ، وَ الْقُرْآنُ الصَّادِقُ، وَ النُّورُ السَّاطِعُ، وَ الضِّيَاءُ اللَّامِعُ، بَينَةٌ بَصَائِرُهُ، مُنْكَشِفَةٌ سَرَائِرُهُ، مُتَجَلِّيةٌ ظَوَاهِرُهُ، مُدِيما للبرية استماعه قَائِدا إِلَى الرِّضْوَانِ اتِّبَاعُهُ، مُؤَدٍّ إِلَى النَّجَاةِ أَشياعُهُ، بِهِ تُنَالُ حُجَجُ اللَّهِ الْمُنَوَّرَةُ، وَ عَزَائِمُهُ الْمُفَسَّرَةُ، وَ مَحَارِمُهُ الْمُحَذَّرَةُ، وَ بَينَاتُهُ الْجَالِيةُ، وَ بَرَاهِينُهُ الْكَافِيةُ، وَ فَضَائِلُهُ الْمَنْدُوبَةُ، وَ رُخَصُهُ الْمَوْهُوبَةُ، وَ شَرَائِعُهُ الْمَكْتُوبَةُ، فَجَعَلَ اللَّهُ الْإِيمَانَ تَطْهِيراً لَكُمْ مِنَ الشِّرْكِ، وَ الصَّلَاةَ تَنْزِيهاً لَكُمْ عَنِ الْكِبْرِ، وَ الزَّكَاةَ تَزْكِيةً لِلنَّفْسِ وَ نَمَاءً فِي الرِّزْقِ، وَ الصِّيامَ تَثْبِيتاً لِلْإِخْلَاصِ، وَ الْحَجَّ تَشْيِيداً لِلدِّينِ، وَ الْعَدْلَ تَنْسِيقاً لِلْقُلُوبِ، وَ طَاعَتَنَا نِظَاماً لِلْمِلَّةِ،

وَ إِمَامَتَنَا أَمَاناً مِنَ الْفُرْقَةِ، وَ الْجِهَادَ عِزّاً لِلْإِسْلَامِ، وَ الصَّبْرَ مَعُونَةً عَلَى اسْتِيجَابِ الْأَجْرِ، وَ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ مَصْلَحَةً لِلْعَامَّةِ، وَ بِرَّ الْوَالِدَيْنِ وِقَايَةً مِنَ السَّخَطِ، وَ صِلَةَ الْأَرْحَامِ مَنْمَاةً لِلْعَدَدِ، وَ الْقِصَاصَ حَقْناً لِلدِّمَاءِ، وَ الْوَفَاءَ بِالنَّذْرِ تَعْرِيضاً لِلْمَغْفِرَةِ، وَ تَوْفِيَةَ الْمَكَايِيلِ وَ الْمَوَازِينِ تَغْيِيراً لِلْبَخْسِ، وَ النَّهْيَ عَنْ شُرْبِ الْخَمْرِ تَنْزِيهاً مِنَ الرِّجْسِ، وَ اجْتِنَابَ الْقَذْفِ حِجَاباً عَنِ اللَّعْنَةِ، وَ تَرْكَ السَّرِقَةِ إِيجَاباً لِلْعِفَّةِ، وَ حَرَّمَ اللَّهُ الشِّرْكَ إِخْلَاصاً لَهُ بِالرُّبُوبِيَّةِ، فَاتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَ لَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ، وَ أَطِيعُوا اللَّهَ فِيمَا أَمَرَكُمْ بِهِ وَ نَهَاكُمْ عَنْهُ فَإِنَّهُ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ.

ثُمَّ قَالَتْ: أَيُّهَا النَّاسُ! اعْلَمُوا أَنِّي فَاطِمَةُ وَ أَبِي مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ، أَقُولُ عَوْداً وَ بَدْءاً، وَ لَا أَقُولُ مَا أَقُولُ غَلَطاً، وَ لَا أَفْعَلُ مَا أَفْعَلُ شَطَطاً، لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُفٌ رَحِيمٌ، فَإِنْ تَعْزُوهُ وَ تَعْرِفُوهُ تَجِدُوهُ أَبِي دُونَ آبَائِكُمْ، وَ أَخَا ابْنِ عَمِّي دُونَ رِجَالِكُمْ، وَ لَنِعْمَ الْمَعْزِيُّ إِلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ، فَبَلَّغَ الرِّسَالَةَ، صَادِعاً بِالنِّذَارَةِ، مَائِلًا عَنْ مَدْرَجَةِ الْمُشْرِكِينَ، ضَارِباً ثَبَجَهُمْ، آخِذاً بِأَكْظَامِهِمْ، دَاعِياً إِلَى سَبِيلِ رَبِّهِ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ، يَكْسِرُ الْأَصْنَامَ، وَ يَنْكُثُ الْهَامَ، حَتَّى انْهَزَمَ الْجَمْعُ وَ وَلَّوُا الدُّبُرَ، حَتَّى تَفَرَّى اللَّيْلُ عَنْ صُبْحِهِ، وَ أَسْفَرَ الْحَقُّ عَنْ مَحْضِهِ، وَ نَطَقَ زَعِيمُ الدِّينِ، وَ خَرِسَتْ شَقَاشِقُ الشَّيَاطِينِ، وَ طَاحَ وَشِيظُ النِّفَاقِ، وَ انْحَلَّتْ عُقَدُ الْكُفْرِ وَ الشِّقَاقِ، وَ فُهْتُمْ بِكَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ فِي نَفَرٍ مِنَ الْبِيضِ الْخِمَاصِ، وَ كُنْتُمْ عَلَى شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ، مُذْقَةَ الشَّارِبِ، وَ نُهْزَةَ الطَّامِعِ، وَ قُبْسَةَ الْعَجْلَانِ، وَ مَوْطِئَ الْأَقْدَامِ، تَشْرَبُونَ الطَّرْقَ، وَ تَقْتَاتُونَ الْوَرَقَ، أَذِلَّةً خَاسِئِينَ، تَخَافُونَ أَنْ يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِكُمْ، فَأَنْقَذَكُمُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى بِأَبِي مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بَعْدَ اللَّتَيَّا وَ الَّتِي، وَ بَعْدَ أَنْ مُنِيَ بِبُهَمِ الرِّجَالِ، وَ ذُؤْبَانِ الْعَرَبِ، وَ مَرَدَةِ أَهْلِ الْكِتَابِ كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَاراً لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ، أَوْ نَجَمَ قَرْنٌ لِلشَّيْطَانِ، وَ فَغَرَتْ فَاغِرَةٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، قَذَفَ أَخَاهُ فِي لَهَوَاتِهَا، فَلَا يَنْكَفِئُ حَتَّى يَطَأَ صِمَاخَهَا بِأَخْمَصِهِ، وَ يُخْمِدَ لَهَبَهَا بِسَيْفِهِ، مَكْدُوداً دَؤُوباً فِي ذَاتِ اللَّهِ، وَ مُجْتَهِداً فِي أَمْرِ اللَّهِ، قَرِيباً مِنْ رَسُولِ اللَّهِ، سَيِّدَ

أَوْلِياءِ اللّٰهِ، مُشَمِّراً نَاصِحاً، مُجِدّاً كادِحاً، لَا تَأْخُذُهُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ، وَ أَنْتُمْ فِي رَفاهِيَةٍ مِنَ الْعَيْشِ، وادِعُونَ فَاكِهُونَ آمِنُونَ، تَتَرَبَّصُونَ بِنَا الدَّوائِرَ، وَ تَتَوَكَّفُونَ الْأَخْبارَ، وَ تَنْكُصُونَ عِنْدَ النِّزالِ، وَ تَفِرُّونَ مِنَ الْقِتالِ،

فَلَمَّا اخْتارَ اللّٰهُ لِنَبِيِّهِ دارَ أَنْبِيائِهِ، وَ مَأْوى أَصْفِيائِهِ، ظَهَرَ فِيكُمْ حَسِيكَةُ النِّفاقِ، وَ سَمَلَ جِلْبابُ الدِّينِ، وَ نَطَقَ كاظِمُ الْغاوِينَ، وَ نَبَغَ خامِلُ الْأَقَلِّينَ، وَ هَدَرَ فَنِيقُ الْمُبْطِلِينَ، فَخَطَرَ فِي عَرَصاتِكُمْ، وَ أَطْلَعَ الشَّيْطانُ رَأْسَهُ مِنْ مَغْرَزِهِ هاتِفاً بِكُمْ، فَأَلْفاكُمْ لِدَعْوَتِهِ مُسْتَجِيبِينَ، وَ لِلْغِرَّةِ فِيهِ مُلاحِظِينَ، ثُمَّ اسْتَنْهَضَكُمْ فَوَجَدَكُمْ خِفافاً، وَ أَحْمَشَكُمْ فَأَلْفاكُمْ غِضاباً، فَوَسَمْتُمْ غَيْرَ إِبِلِكُمْ، وَ أَوْرَدْتُمْ غَيْرَ شِرْبِكُمْ، هٰذا وَ الْعَهْدُ قَرِيبٌ، وَ الْكَلْمُ رَحِيبٌ، وَ الْجُرْحُ لَمَّا يَنْدَمِلْ، وَ الرَّسُولُ لَمَّا يُقْبَرْ، ابْتِداراً زَعَمْتُمْ خَوْفَ الْفِتْنَةِ أَلا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا وَ إِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكافِرِينَ، فَهَيْهاتَ مِنْكُمْ! وَ كَيْفَ بِكُمْ؟! وَ أَنَّى تُؤْفَكُونَ؟ وَ كِتابُ اللّٰهِ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ، أُمُورُهُ ظاهِرَةٌ، وَ أَحْكامُهُ زاهِرَةٌ، وَ أَعْلامُهُ باهِرَةٌ، وَ زَواجِرُهُ لائِحَةٌ، وَ أَوامِرُهُ واضِحَةٌ، وَ قَدْ خَلَّفْتُمُوهُ وَراءَ ظُهُورِكُمْ، أَ رَغْبَةً عَنْهُ تُرِيدُونَ، أَمْ بِغَيْرِهِ تَحْكُمُونَ؟! بِئْسَ لِلظّالِمِينَ بَدَلًا، وَ مَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلامِ دِيناً فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَ هُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخاسِرِينَ، ثُمَّ لَمْ تَلْبَثُوا إِلَّا رَيْثَ أَنْ تَسْكُنَ نَفْرَتُها، وَ يَسْلَسَ قِيادُها، ثُمَّ أَخَذْتُمْ تُورُونَ وَقْدَتَها، وَ تُهَيِّجُونَ جَمْرَتَها، وَ تَسْتَجِيبُونَ لِهُتافِ الشَّيْطانِ الْغَوِيِّ، وَ إِطْفاءِ أَنْوارِ الدِّينِ الْجَلِيِّ، وَ إِهْمادِ سُنَنِ النَّبِيِّ الصَّفِيِّ، تَشْرَبُونَ حَسْواً فِي ارْتِغاءٍ، وَ تَمْشُونَ لِأَهْلِهِ وَ وُلْدِهِ فِي الْخَمَرَةِ وَ الضَّراءِ، وَ نَصْبِرُ مِنْكُمْ عَلى مِثْلِ حَزِّ الْمُدى، وَ وَخْزِ السِّنانِ فِي الْحَشا، وَ أَنْتُمُ الْآنَ تَزْعُمُونَ أَلَّا إِرْثَ لَنا، أَ فَحُكْمَ الْجاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ وَ مَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْماً لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ أَ فَلا تَعْلَمُونَ؟! بَلى، تَجَلّى لَكُمْ كَالشَّمْسِ الضّاحِيَةِ أَنِّي ابْنَتُهُ أَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ، أَ أُغْلَبُ عَلى إِرْثِيَهْ؟!

يَا ابْنَ أَبِي قُحافَةَ، أَ فِي كِتابِ اللّٰهِ أَنْ تَرِثَ أَباكَ وَ لا أَرِثَ أَبِي؟! لَقَدْ جِئْتَ شَيْئاً فَرِيّاً. أَ فَعَلى عَمْدٍ تَرَكْتُمْ كِتابَ اللّٰهِ وَ نَبَذْتُمُوهُ وَراءَ ظُهُورِكُمْ إِذْ يَقُولُ: وَ وَرِثَ سُلَيْمانُ داوُدَ.[1]

[1. سورہ نمل/۱۶

وَ قَالَ فِيمَا اقْتَصَّ مِنْ خَبَرِ يَحْيى بْنِ زَكَرِيا(ع) إِذْ قَالَ: فَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيا يَرِثُنِي وَ يَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ.[1]
وَ قَالَ: وَ أُولُوا الْأَرْحامِ بَعْضُهُمْ أَوْلى بِبَعْضٍ فِي كِتابِ اللَّهِ.[2]
وَ قَالَ: يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ.[3]
وَ قَالَ: إِنْ تَرَكَ خَيْراً الْوَصِيَّةُ لِلْوالِدَيْنِ وَ الْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ.[4]
وَ زَعَمْتُمْ أَنْ لَا حُظْوَةَ لِي وَ لَا أَرِثَ مِنْ أَبِي وَ لَا رَحِمَ بَيْنَنَا، أَ فَخَصَّكُمُ اللَّهُ بِآيَةٍ أَخْرَجَ أَبِي(ص) مِنْهَا؟! أَمْ تَقُولُونَ إِنَّ أَهْلَ الْمِلَّتَيْنِ لَا يَتَوَارَثَانِ؟!، أَوَ لَسْتُ أَنَا وَ أَبِي مِنْ أَهْلِ مِلَّةٍ وَاحِدَةٍ؟! أَمْ أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِخُصُوصِ الْقُرْآنِ وَ عُمُومِهِ مِنْ أَبِي وَ ابْنِ عَمِّي؟! فَدُونَكَهَا مَخْطُومَةً مَرْحُولَةً تَلْقَاكَ يَوْمَ حَشْرِكَ، فَنِعْمَ الْحَكَمُ اللَّهُ، وَ الزَّعِيمُ مُحَمَّدٌ، وَ الْمَوْعِدُ الْقِيامَةُ، وَ عِنْدَ السَّاعَةِ يَخْسَرُ الْمُبْطِلُونَ، وَ لَا يَنْفَعُكُمْ إِذْ تَنْدَمُونَ، وَ لِكُلِّ نَبَإٍ مُسْتَقَرٌّ وَ سَوْفَ تَعْلَمُونَ مَنْ يَأْتِيهِ عَذابٌ يُخْزِيهِ وَ يَحِلُّ عَلَيْهِ عَذابٌ مُقِيمٌ.
قال و ما رأيت اكثر باكية و باك منه يومئذ؛ ثُمَّ رَمَتْ بِطَرْفِهَا نَحْوَ الْأَنْصَارِ فَقَالَتْ: يَا مَعَاشِرَ النَّقِيبَةِ. وَ يَا عِمَادَ الْمِلَّةِ وَ حِصْنَةَ الْإِسْلَامِ، مَا هَذِهِ الْغَمِيزَةُ فِي حَقِّي، وَ السِّنَةُ عَنْ ظُلَامَتِي، أَ مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَبِي يَقُولُ: الْمَرْءُ يُحْفَظُ فِي وُلْدِهِ، سَرْعَانَ مَا أَحْدَثْتُمْ، وَ عَجْلَانَ ذَا إِهَالَةٍ، وَ لَكُمْ طَاقَةٌ بِمَا أُحَاوِلُ، وَ قُوَّةٌ عَلَى مَا أَطْلُبُ وَ أُزَاوِلُ، أَ تَقُولُونَ مَاتَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ، فَخَطْبٌ جَلِيلٌ اسْتَوْسَعَ وَهْنُهُ، وَ اسْتَنْهَرَ فَتْقُهُ، وَ انْفَتَقَ رَتْقُهُ، وَ أَظْلَمَتِ الْأَرْضُ لِغَيْبَتِهِ، وَ كَسِفَتِ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرِ وَ انْتَثَرَتْ النُّجُومُ لِمُصِيبَتِهِ، وَ أَكْدَتِ الْآمَالُ، وَ خَشَعَتِ الْجِبَالُ، وَ أُضِيعَ الْحَرِيمُ، وَ أُزِيلَتِ الْحُرْمَةُ عِنْدَ مَمَاتِهِ، فَتِلْكَ وَ اللَّهِ النَّازِلَةُ الْكُبْرَى، وَ الْمُصِيبَةُ الْعُظْمَى، لَا مِثْلُهَا نَازِلَةٌ، وَ لَا بَائِقَةٌ عَاجِلَةٌ، أَعْلَنَ بِهَا كِتَابُ اللَّهِ جَلَّ ثَنَاؤُهُ فِي

[1 . سورہ مریم/۶

[2 . سورہ انفال/۷۴

[3 . سورہ نساء/۱۱

[4 . سورہ بقرہ/۱۸۰

أَفْنِيَتِكُمْ هُمْسَاكُمْ وَ مُصْبَحِكُمْ، هُتَافاً وَ صُرَاخاً، وَ تِلَاوَةً وَ إِلْحَاناً، وَ لَقَبْلَهُ مَا حَلَّ بِأَنْبِيَاءِ اللّٰهِ وَ رُسُلِهِ، حُكْمٌ فَصْلٌ وَ قَضَاءٌ حَتْمٌ: وَ مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَ مَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللّٰهَ شَيْئاً وَ سَيَجْزِي اللّٰهُ الشَّاكِرِينَ.[1]

إِيهاً بَنِي قَيْلَةَ! أَ أُهْضَمُ تُرَاثُ أَبِي وَ أَنْتُمْ بِمَرْأًى مِنِّي وَ مَسْمَعٍ، تَلْبَسُكُمُ الدَّعْوَةُ، وَ تَشْمَلُكُمُ الْخِبْرَةُ، وَ أَنْتُمْ ذَوُو الْعَدَدِ وَ الْعُدَّةِ، وَ عِنْدَكُمُ السِّلَاحُ وَ الْجُنَّةُ، تُوَافِيكُمُ الدَّعْوَةُ فَلَا تُجِيبُونَ، وَ تَأْتِيكُمُ الصَّرْخَةُ فَلَا تُغِيثُونَ، وَ أَنْتُمْ مَوْصُوفُونَ بِالْكِفَاحِ، مَعْرُوفُونَ بِالْخَيْرِ وَ الصَّلَاحِ، وَ النُّخْبَةِ الَّتِي انْتُخِبَتْ، وَ الْخِيَرَةُ الَّتِي اخْتِيرَتْ لَنَا أَهْلَ الْبَيْتِ. قَاتَلْتُمُ الْعَرَبَ، وَ تَحَمَّلْتُمُ الْكَدَّ وَ التَّعَبَ، وَ نَاطَحْتُمُ الْأُمَمَ، وَ كَافَحْتُمُ الْبُهَمَ. لَا نَبْرَحُ أَوْ تَبْرَحُونَ، نَأْمُرُكُمْ فَتَأْتَمِرُونَ، حَتَّى إِذَا دَارَتْ بِنَا رَحَى الْإِسْلَامِ، وَ دَرَّ حَلَبُ الْأَيَّامِ، وَ خَضَعَتْ ثَغْرَةُ الشِّرْكِ، وَ سَكَنَتْ فَوْرَةُ الْإِفْكِ، وَ خَمَدَتْ نِيرَانُ الْكُفْرِ، وَ هَدَأَتْ دَعْوَةُ الْهَرْجِ، وَ اسْتَوْسَقَ نِظَامُ الدِّينِ، فَأَنَّى حُزْتُمْ بَعْدَ الْبَيَانِ، وَ أَسْرَرْتُمْ بَعْدَ الْإِعْلَانِ، وَ نَكَصْتُمْ بَعْدَ الْإِقْدَامِ، وَ أَشْرَكْتُمْ بَعْدَ الْإِيمَانِ، بُؤْساً لِقَوْمٍ نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ وَ هَمُّوا بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ وَ هُمْ بَدَؤُكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ أَ تَخْشَوْنَهُمْ فَاللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَوْهُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ. أَلَا وَ قَدْ أَرَى أَنْ قَدْ أَخْلَدْتُمْ إِلَى الْخَفْضِ، وَ أَبْعَدْتُمْ مَنْ هُوَ أَحَقُّ بِالْبَسْطِ وَ الْقَبْضِ، وَ خَلَوْتُمْ بِالدَّعَةِ، وَ نَجَوْتُمْ بِالضِّيقِ مِنَ السَّعَةِ، فَمَجَجْتُمْ مَا وَعَيْتُمْ، وَ دَسَعْتُمُ الَّذِي تَسَوَّغْتُمْ، فَإِنْ تَكْفُرُوا أَنْتُمْ وَ مَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعاً فَإِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ. أَلَا وَ قَدْ قُلْتُ الذی قُلْتُ عَلَى مَعْرِفَةٍ مِنِّي بِالْخَذْلَةِ الَّتِي خَامَرَتْكُمْ، وَ الْغَدْرَةِ الَّتِي اسْتَشْعَرَتْهَا قُلُوبُكُمْ، وَ لَكِنَّهَا فَيْضَةُ النَّفْسِ، وَ نَفْثَةُ الْغَيْظِ، وَ خَوَرُ الْقَنَاةِ، وَ بَثَّةُ الصَّدْرِ، وَ تَقْدِمَةُ الْحُجَّةِ، فَدُونَكُمُوهَا فَاحْتَقِبُوهَا دَبِرَةَ الظَّهْرِ، نَقِبَةَ الْخُفِّ، بَاقِيَةَ الْعَارِ، مَوْسُومَةً بِغَضَبِ اللّٰهِ مَوْصُولَةً بِنَارِ اللّٰهِ الْمُوقَدَةِ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ فَبِعَيْنِ اللّٰهِ مَا تَفْعَلُونَ وَ سَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ. وَ أَنَا ابْنَةُ نَذِيرٍ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ فَاعْمَلُوا... إِنَّا عَامِلُونَ وَ انْتَظِرُوا إِنَّا مُنْتَظِرُونَ.

[۱. سورہ بقرہ/۱۴۳

فَأَجَابَهَا أَبُو بَكرٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ وَ قَالَ: يَا بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ(ص)! لَقَدْ كَانَ أَبُوكِ بِالْمُؤْمِنِينَ عَطُوفاً كَرِيماً، رَءُوفاً رَحِيماً، وَ عَلَى الْكَافِرِينَ عَذَاباً أَلِيماً، وَ عِقَاباً عَظِيماً، إِنْ عَزَوْنَاهُ وَجَدْنَاهُ أَبَاكِ دُونَ النِّسَاءِ، وَ أَخَا إِلْفِكِ دُونَ الْأَخِلَّاءِ آثَرَهُ عَلَى كُلِّ حَمِيمٍ، وَ سَاعَدَهُ فِي كُلِّ أَمْرٍ جَسِيمٍ، لَا يُحِبُّكُمْ إِلَّا سَعِيدٌ، وَ لَا يُبْغِضُكُمْ إِلَّا شَقِيٌّ بَعِيدٌ، فَأَنْتُمْ عِتْرَةُ رَسُولِ اللَّهِ(ص) الطَّيِّبُونَ، وَ الْخِيَرَةُ الْمُنْتَجَبُونَ، عَلَى الْخَيْرِ أَدِلَّتُنَا، وَ إِلَى الْجَنَّةِ مَسَالِكُنَا، وَ أَنْتِ يَا خِيَرَةَ النِّسَاءِ وَ ابْنَةَ خَيْرِ الْأَنْبِيَاءِ صَادِقَةٌ فِي قَوْلِكِ، سَابِقَةٌ فِي وُفُورِ عَقْلِكِ، غَيْرُ مَرْدُودَةٍ عَنْ حَقِّكِ، وَ لَا مَصْدُودَةٍ عَنْ صِدْقِكِ، وَ اللَّهِ مَا عَدَوْتُ رَأْيَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ لَا عَمِلْتُ إِلَّا بِإِذْنِهِ، وَ إِنَّ الرَّائِدَ لَا يَكْذِبُ أَهْلَهُ، وَ إِنِّي أُشْهِدُ اللَّهَ وَ كَفَى بِهِ شَهِيداً أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَقُولُ: نَحْنُ مَعَاشِرَ الْأَنْبِيَاءِ لَا نُورِثُ ذَهَباً وَ لَا فِضَّةً وَ لَا دَاراً وَ لَا عَقَاراً وَ إِنَّمَا نُورِثُ الْكِتَابَ وَ الْحِكْمَةَ وَ الْعِلْمَ وَ النُّبُوَّةَ، وَ مَا كَانَ لَنَا مِنْ طُعْمَةٍ فَلِوَلِيِّ الْأَمْرِ بَعْدَنَا أَنْ يَحْكُمَ فِيهِ بِحُكْمِهِ، وَ قَدْ جَعَلْنَا مَا حَاوَلْتِهِ فِي الْكُرَاعِ وَ السِّلَاحِ يُقَاتِلُ بِهَا الْمُسْلِمُونَ وَ يُجَاهِدُونَ الْكُفَّارَ، وَ يُجَالِدُونَ الْمَرَدَةَ الْفُجَّارَ، وَ ذَلِكَ بِإِجْمَاعٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، لَمْ أنفرد بِهِ وَحْدِي، وَ لَمْ أَسْتَبِدَّ بِمَا كَانَ الرَّأْيُ عِنْدِي، وَ هَذِهِ حَالِي وَ مَالِي هِيَ لَكِ وَ بَيْنَ يَدَيْكِ لَا نَزْوِي عَنْكِ وَ لَا نَدَّخِرُ دُونَكِ، وَ أَنْتِ سَيِّدَةُ أُمَّةِ أَبِيكِ، وَ الشَّجَرَةُ الطَّيِّبَةُ لِبَنِيكِ، لَا نَدْفَعُ مَا لَكِ مِنْ فَضْلِكِ، وَ لَا نُوضَعُ مِنْ فَرْعِكِ وَ أَصْلِكِ، حُكْمُكِ نَافِذٌ فِيمَا مَلَكَتْ يَدَايَ، فَهَلْ تَرَيْنَ أَنْ أُخَالِفَ فِي ذَلِكِ أَبَاكِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ؟!

فَقَالَتْ عَلَيْهَا السَّلَامُ: سُبْحَانَ اللَّهِ! مَا كَانَ أَبِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَنْ كِتَابِ اللَّهِ صَادِفاً وَ لَا لِأَحْكَامِهِ مُخَالِفاً، بَلْ كَانَ يَتَّبِعُ أَثَرَهُ، وَ يَقْفُو سُوَرَهُ، أَ فَتَجْمَعُونَ إِلَى الْغَدْرِ اعْتِلَالًا عَلَيْهِ بِالزُّورِ و البهتان، وَ هَذَا بَعْدَ وَفَاتِهِ شَبِيهٌ بِمَا بُغِيَ لَهُ مِنَ الْغَوَائِلِ فِي حَيَاتِهِ، هَذَا كِتَابُ اللَّهِ حَكَماً عَدْلًا، وَ نَاطِقاً فَصْلًا، يَقُولُ: يَرِثُنِي وَ يَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ (سوره مريم/ ۶) وَ يَقُولُ وَ وَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ (سوره نمل/ ۱۶) فَبَيَّنَ عَزَّ وَ جَلَّ فِيمَا وَزَّعَ مِنَ الْأَقْسَاطِ، وَ شَرَعَ مِنَ الْفَرَائِضِ وَ الْمِيرَاثِ، وَ أَبَاحَ مِنْ حَظِّ الذُّكْرَانِ وَ الْإِنَاثِ مَا أَزَاحَ بِهِ عِلَّةَ الْمُبْطِلِينَ، وَ أَزَالَ التَّظَنِّيَ وَ الشُّبُهَاتِ فِي الْغَابِرِينَ، كَلَّا! بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ

أَنْفُسُكُمْ أَمْراً فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَ اللّٰهُ الْمُسْتَعانُ عَلى ما تَصِفُونَ.

فَقالَ أَبُو بَكْرٍ: صَدَقَ اللّٰهُ وَ صَدَقَ رَسُولُهُ وَ صَدَقَتْ ابْنَتُهُ، أَنْتِ مَعْدِنُ الْحِكْمَةِ، وَ مَوْطِنُ الْهُدَى وَ الرَّحْمَةِ، وَ رُكْنُ الدِّينِ، وَ عَيْنُ الْحُجَّةِ، لَا أُبَعِّدُ صَوَابَكِ، وَ لَا أُنْكِرُ خِطَابَكِ، هٰؤُلَاءِ الْمُسْلِمُونَ بَيْنِي وَ بَيْنَكِ قَلَّدُونِي مَا تَقَلَّدْتُ، وَ بِاتِّفَاقٍ مِنْهُمْ أَخَذْتُ مَا أَخَذْتُ، غَيْرَ مُكَابِرٍ وَ لَا مُسْتَبِدٍّ وَ لَا مُسْتَأْثِرٍ، وَ هُمْ بِذٰلِكَ شُهُودٌ.

فَالْتَفَتَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ النَّاسَ وَ قَالَتْ: مَعَاشِرَ الْمُسْلِمِينَ! الْمُسْرِعَةَ إِلَى قِيلِ الْبَاطِلِ، الْمُغْضِيَةَ عَلَى الْفِعْلِ الْقَبِيحِ الْخَاسِرِ أَ فَلا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلى قُلُوبٍ أَقْفالُها، كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِكُمْ، مَا أَسَأْتُمْ مِنْ أَعْمَالِكُمْ، فَأَخَذَ بِسَمْعِكُمْ وَ أَبْصَارِكُمْ، وَ لَبِئْسَ مَا تَأَوَّلْتُمْ، وَ سَاءَ مَا بِهِ أَشَرْتُمْ، وَ شَرَّ مَا اغتصبتم، لَتَجِدُنَّ وَ اللّٰهِ مَحْمِلَهُ ثَقِيلًا، وَ غِبَّهُ وَبِيلًا، إِذَا كُشِفَ لَكُمُ الْغِطَاءُ، وَ بَانَ مَا وَرَاءَهُ مِنَ الْبَاسَاءِ وَ الضَّرَّاءِ، وَ بَدَا لَكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَحْتَسِبُونَ وَ خَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ.

ثُمَّ عَطَفَتْ عَلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ قَالَتْ:

قَدْ كَانَ بَعْدَكَ أَنْبَاءٌ وَ هَنْبَثَةٌ — لَوْ كُنْتَ شَاهِدَهَا لَمْ تَكْثُرِ الْخُطَبُ
إِنَّا فَقَدْنَاكَ فَقْدَ الْأَرْضِ وَابِلَهَا — وَ اخْتَلَّ قَوْمُكَ فَاشْهَدْهُمْ وَ لَا تَغِبْ
لَوْ كُلُّ أَهْلٍ لَهُ قُرْبَى وَ مَنْزِلَةٌ — عِنْدَ الْإِلٰهِ عَلَى الْأَدْنَيْنَ مُقْتَرِبٌ
أَبْدَتْ رِجَالٌ لَنَا نَجْوَى صُدُورِهِمْ — لَمَّا مَضَيْتَ وَ حَالَتْ دُونَكَ التُّرَبُ
لَتَجَهَّمَتْنَا رِجَالٌ وَ اسْتُخِفَّ بِنَا — لَمَّا فُقِدْتَ وَ كُلُّ الْأَرْضِ مُغْتَصَبُ
لَوْ كُنْتَ بَدْراً وَ نُوراً يُسْتَضَاءُ بِهِ — عَلَيْكَ يَنْزِلُ مِنْ ذِي الْعِزَّةِ الْكُتُبُ
لَوْ كَانَ جِبْرِيلُ بِالْآيَاتِ يُؤْنِسُنَا — فَقَدْ فُقِدْتَ وَ كُلُّ الْخَيْرِ مُحْتَجَبُ
لَفَلَيْتَ قَبْلَكَ كَانَ الْمَوْتُ صَادَفَنَا — لَمَّا مَضَيْتَ وَ حَالَتْ دُونَكَ الْكُثُبُ.[1]

ترجمہ

عبداللہ ابن حسن نے اپنے والد سے اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ جب ابو بکر اور عمر نے مل کر جناب فاطمہ علیہا السلام سے فدک واپس نہ کرنے کا پختہ فیصلہ کر لیا اور آپ کو اس کی اطلاع ملی

[1]. زندگانی حضرت زہرا علیہا السلام، جلد ۴۳ بحار الانوار، علامہ مجلسی، ناشر: مہام، تہران، ۱۳۷۹ش، نوبت چاپ: اوّل

تو آپ نے اپنی چادر سر پر اوڑھی، مقنعہ کو درست کیا، اور اپنے خاندان نیز بنی ہاشم کی خواتین کے حلقہ میں گھر سے باہر تشریف لائیں اس وقت آپ کی چادر کے گوشے زمین پر خط دے رہے تھے، اور آپ کے چلنے کا انداز بالکل رسول اللہؐ کے انداز سے مشابہ تھا۔ یہاں تک کہ آپؑ اس خلیفہ کے پاس پہنچ گئیں جو اس وقت مہاجرین و انصار کے مجمع میں بیٹھے ہوئے تھے پھر آپ کے اور ان کے درمیان ایک پردہ ڈال دیا گیا اور آپ اس کے پیچھے بیٹھ گئیں، اس کے بعد آپ نے ایک ایسی آہ و فریاد کی کہ جس سے پورا مجمع دہل گیا اور ہر طرف گریہ کی آوازیں بلند ہو گئیں اور مجلس پر لرزہ طاری ہو گیا، آپ نے تھوڑی دیر انتظار کیا یہاں تک کہ لوگوں کی ہچکیاں رک گئیں اور رونے کی آوازیں دھیمی پڑ گئیں، آپ نے حمد و ثنائے الٰہی اور اس کے پیغمبر پر صلوات سے خطبہ کا آغاز کیا۔ جس سے لوگوں کی آواز گریہ دوبارہ بلند ہو گئی۔ جب سب خاموش ہو گئے تو آپ نے اپنے سلسلہ کلام کا دوبارہ یوں آغاز کیا۔

ساری تعریف اللہ کے لیے ہے اس کے انعام پر اور اس کا شکر ہے اس کے الہام پر۔ وہ قابل ثنا ہے کہ اس نے بے طلب نعمتیں دیں اور مکمل نعمتیں دیں اور مسلسل احسانات دیئے جو ہر شمار سے بالاتر، ہر معاوضہ سے بعید تر اور ہر ادراک سے بلند تر ہیں۔

بندوں کو دعوت دی کہ شکر کے ذریعہ نعمتوں میں اضافہ کرائیں پھر ان نعمتوں کو مکمل کر کے مزید حمد کا مطالبہ کیا اور انھیں دہرایا۔ میں شہادت دیتی ہوں کہ خدا، وحدہٗ لاشریک ہے اور اس کلمہ کی اصل اخلاص ہے، اس کے معنی دلوں سے پیوست ہیں۔ اس کا مفہوم فکر کو روشنی دیتا ہے۔ وہ خدا وہ ہے کہ آنکھوں سے جس کی رویت، زبان سے تعریف اور خیال سے کیفیت کا بیان محال ہے۔ اس نے چیزوں کو بلا کسی مادہ اور نمونہ کے پیدا کیا ہے صرف اپنی قدرت اور مشیت کے ذریعہ، اسے نہ تخلیق کے لیے نمونہ کی ضرورت تھی، نہ تصویر میں کوئی فائدہ تھا سوائے اس کے کہ اپنی حکمت کو مستحکم کر دے اور لوگ اس کی اطاعت کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ اس کی قدرت کا اظہار ہو اور بندے اس کی بندگی کا اقرار کریں۔ وہ تقاضا

ئے عبادت کرے تو اپنی دعوت کو تقویت دے۔ چونکہ اس نے اطاعت پر ثواب رکھا اور معصیت پر عذاب رکھا تاکہ لوگ اس کے غضب سے دور رہوں اور جنت کی طرف کھنچ آئیں۔

میں شہادت دیتی ہوں کہ میرے والد حضرت محمدؐ اللہ کے بندے اور رسولؐ ہیں جن کو بھیجنے سے پہلے چنا گیا اور بعثت سے پہلے منتحب کیا گیا۔اس وقت جب مخلوقات پردۂ غیب میں پوشیدہ اور حجاب عدم میں محفوظ اور انتہائے عدم سے مقرون تھیں آپ مسائل امور اور حوادث زمانہ اور مقدرات کی مکمل معرفت رکھتے تھے۔اللہ نے آپ کو بھیجا تاکہ اس کے امر کی تکمیل کریں، حکمت کو جاری کریں اور حتمی مقررات کو نافذ کریں مگر آپ نے دیکھا کہ امتیں مختلف ادیان میں تقسیم ہیں آگ کی پوجا، بتوں کی پرستش اور جان بوجھ کر خدا کے انکار میں مبتلا ہیں۔ آپ نے ظلمتوں کو روشن کیا، دل کی تاریکیوں کو مٹایا، آنکھوں سے پردے اٹھائے، ہدایت کے لیے قیام کیا، لوگوں کو گمراہی سے نکالا، (فکری) اندھے پن سے بابصیرت بنایا، دین قیم اور صراط مستقیم کی دعوت دی۔

اس کے بعد اللہ نے انتہائی شفقت و مہربانی اور رغبت کے ساتھ انہیں بلالیا اور اب وہ اس دنیا کے مصائب سے راحت میں ہیں، ان کے گرد ملائکہ ابرار اور رضائے الٰہی ہے اور سر پر رحمتِ خدا کا سایہ ہے خدا میرے اس باپ پر رحمت نازل کرے جو اس کا نبی، وحی کا امین، مخلوقات میں منتخب، مصطفےٰؐ اور مرتضیٰؐ تھا۔

اس پر سلام و رحمت و برکتِ خدا ہو۔

بندگان خدا! تم اس کے حکم کا مرکز، اس کے دین و وحی کے حامل، اپنے نفس پر اللہ کے امین، اور امتوں تک اس کے پیغام رساں ہو۔تمہارا خیال ہے اس پر تمہارا کوئی حق ہے حالانکہ تم میں اس کا وہ عہد موجود ہے جسے اس نے بھیجا ہے اور بقیہ ہے جسے اپنی خلافت دی ہے۔

وہ خدا کی کتاب قرآن ناطق قرآن صادق، نور ساطع اور ضیائے روشن ہے جس کی بصیرتیں نمایاں اور اسرار واضح ہیں، ظواہر منور ہیں اور اس کا اتباع قابل رشک ہے۔ وہ قائد رضائے الٰہی ہے اور اس کی سماعت ذریعہ نجات ہے۔ اسی سے اللہ کی روشن حجتیں، اسکے واضح فرائض، مخفی

محرمات روشن بینات کافی دلائل، مندوب فضائل، لازمی تعلیمات اور قابلِ رخصت احکام کا اندازہوتا ہے۔

اس کے بعد خدا نے ایمان کو شرک سے تطہیر ،نماز کو تکبر سے پاکیزگی، زکوۃ کو نفس کی صفائی اور رزق کی زیادتی، روزہ کو خلوص کے استحکام، حج کو دین کی تقویت، عدل کو دلوں کی تنظیم، ہماری اطاعت کوملت کے نظام، ہماری امامت کو تفرقہ سے امان، جہاد کو اسلام کی عزت، صبر کو طلب اجر کامعاون، امر بالمعروف کوعوام کی مصلحت، والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کو عذاب سے تحفظ، صلہ رحم کو عدد کی زیادتی، قصاص کو خون کی حفاظت، ایفائے نذر کو مغفرت کا وسیلہ ،ناپ تول کو فریب دہی کا توڑ، حرمت شراب خوری کو رجس سے پاکیزگی، تہمت سے پرہیز کو لعنت سے محافظت اور ترک سرقت کو عفت کا سبب قرار دیا ہے، اس نے شرک کو حرام کیا تاکہ ربوبیت سے اخلاص پیدا ہو۔لہٰذا اللہ سے باقاعدہ ڈرو اور بغیر مسلمان ہوئے نہ مرنا، اس کے امرونہی کی اطاعت کرو اس لیے کہ اس کے بندوں میں خوف رکھنے والے صرف صاحبان علم و معرفت ہی ہوتے ہیں۔

لوگو: یہ جان لو کہ میں فاطمہ علیہا السلام ہوں، اور میرے باپ محمد مصطفےٰؐ ہیں۔یہی اول و آخر کہتی ہوں اور نہ غلط کہتی ہوں نہ بے ربط۔وہ تمھارے پاس رسول بن کر آئے، ان پر تمہاری زحمتیں شاق تھیں، وہ تمہاری بھلائی کے خواہاں اور صاحبانِ ایمان کے لیے رحیم و مہربان تھے۔اگر تم انھیں اور ان کی نسبت کو دیکھو تو تمام عرب میں صرف میرے باپ، اور تمام مردوں میں صرف میرے ابن عم کو ان کا بھائی پاؤ گے، اور اس نسبت کا کیا کہنا! میرے پدر بزرگوار نے کھل کر پیغام خدا کو پہنچایا، مشرکین سے بے پرواہ ہو کر ان کی گردنوں کو پکڑ کر اور ان کے سرداروں کو مار کر دین خدا کی طرف حکمت اور موعظہ حسنہ کے ساتھ دعوت دی۔وہ مسلسل بتوں کو توڑ رہے تھے اور مشرکین کے سرداروں کو سرنگوں کر رہے تھے یہاں تک کہ مشرکین کو شکست ہوئی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔

رات کی صبح ہو گئی، حق کی روشنی ظاہر ہو گئی، دین کا ذمہ دار گویا ہو گیا، شیاطین کے ناطقے گنگ ہو گئے، نفاق تباہ ہوا، کفر و افترا کی گرہیں کھل گئیں اور تم لوگوں نے کلمہء اخلاص کو ان

روشن چہرہ فاقہ کش لوگوں سے سیکھ لیا، جن سے اللہ نے نجاسات کو دور رکھا تھا اور انھیں حق طہارت عطا کیا تھا تم جہنم کے کنارے پر تھے میرے باپ نے تم کو بچایا، تم ہر لالچی کے لیے مال غنیمت اور ہر زود کار کے لیے چنگاری تھے ہر پیر کے نیچے پامال تھے، گندہ پانی پیتے تھے، پتے چباتے تھے، ذلیل اور پست تھے، ہر وقت چار طرف سے حملہ کا اندیشہ تھا لیکن خدا نے میرے باپ محمدؐ کے ذریعہ تمھیں ان تمام مصیبتوں سے بچالیا۔

خیر! ان تمام باتوں کے بعد بھی جب عرب کے نامور سرکش بہادر اور اہل کتاب کے باغی افراد نے جنگ کی آگ بھڑکائی تو خدا نے اسے بجھا دیا یا شیطان نے سینگ نکالی یا مشرکوں نے منھ کھولا تو میرے باپ نے اپنے بھائی کو ان کے حلق میں ڈال دیا اور وہ اس وقت تک نہیں پلٹے جب تک ان کے پہلوانوں کو کچل نہیں دیا اور ان کے شعلوں کو آب شمشیر سے بجھا نہیں دیا۔ وہ اللہ کے معاملہ میں زحمت کش اور جد و جہد کرنے والے رسولؐ اللہ کے قریبی، اولیاء اللہ کے سردار، پند و نصیحت کرنے والے سنجیدہ اور کوشش کرنے والے اور اللہ کی راہ میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہ ڈرنے والے تھے۔

اور تم عیش کی زندگی، آرام سکون چین کے ساتھ گذار رہے تھے، ہماری مصیبتوں کے منتظر اور ہماری خبر بد کے خواہاں تھے۔ تم لڑائی سے منہ موڑ لیتے تھے اور میدان جنگ سے بھاگ جاتے تھے۔

پھر جب اللہ نے اپنے نبی کے لیے انبیا کے گھر اور اصفیا کی منزل کو پسند کر لیا تو تم میں نفاق کی روشنی ظاہر ہو گئی، گمراہوں کا منادی بولنے لگا، اہل باطل کے دودھ کی دھاریں بہہ بہہ کر تمھارے صحن میں آگئیں، شیطان نے سر نکال کر تمھیں آواز دی تو تمھیں اپنی دعوت کا قبول کرنے والا اور اپنی بارگاہ میں عزت کا طالب پایا۔ تمہیں اٹھایا تو تم ہلکے دکھائی دیئے، بھڑکایا تو تم غصہ ور ثابت ہوئے، تم نے دوسروں کے اونٹ پر نشان لگا دیا اور دوسروں کے چشمہ پر وارد ہو گئے حالانکہ ابھی زمانہ قریب کا ہے اور زخم کشادہ ہے جراحت مندمل نہیں ہوئی ہے اور

رسولؐ قبر میں سو بھی نہیں سکے ہیں۔ یہ جلد بازی تم نے فتنہ کے خوف سے کی حالانکہ تم فتنہ ہی میں پڑ گئے اور جہنم تو تمام کفار کو محیط ہے۔

افسوس تم پر تمھیں کیا ہو گیا ہے، تم کہاں بہک رہے ہو؟ تمھارے درمیان کتابِ خدا موجود ہے جس کے امور واضح، احکام آشکار، علائم روشن، نواہی تابندہ اور اوامر نمایاں ہیں۔ تم نے اسے پس پشت ڈال دیا۔ یا کوئی دوسرا حکم چاہتے ہو تو یہ بہت برا بدل ہے اور جو غیر اسلام کو دین بنائے گا اس سے وہ قبول بھی نہ ہو گا اور آخرت میں خسارہ بھی ہو گا۔

اس کے بعد تم نے صرف اتنا انتظار کیا کہ اس کی نفرت ساکن ہو جائے اور مہار ڈھیلی ہو جائے، پھر آتش جنگ کو روشن کر کے شعلوں کو بھڑکانے لگے، شیطان کی آواز پر لبیک کہنے اور دین کے انوار کو خاموش کرنے اور سنت پیغمبرؐ کو برباد کرنے کی کوششیں شروع کر دیں تم پانی ملے ہوئے دودھ کو بار بار پینے میں اپنی سیری سمجھتے ہو اور رسول کے اہل و اہلبیتؑ کے لیے پوشیدہ ضرر رسانی کرتے ہو۔ ہم تمھاری حرکات پر یوں صبر کرتے ہیں جیسے چھری کی کاٹ اور نیزے کے زخم پر۔ تمھارا خیال ہے کہ میرا میراث میں حق نہیں ہے۔ کیا تم جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہو، جب کہ ایمان والوں کے لیے اللہ سے بہتر کوئی حاکم نہیں ہے کیا تم نہیں جانتے ہو؟ جی ہاں! تمہارے لیے روز روشن سے زیادہ عیاں ہے کہ میں ان کی پارۂ جگر ہوں۔ اے مسلمانو! کیا مجھے میری میراث سے محروم کر دیا جائے گا؟

اے ابو بکر! کیا قرآن میں یہی ہے کہ تو اپنے باپ کا وارث بنے اور میں اپنے باپ کی وارث نہ بنوں۔ یہ کیسا افترا ہے؟

کیا تم نے قصداً کتابِ خدا کو پس پشت ڈال دیا ہے جب کہ اس میں سلیمانؑ کے وارث داوؑد ہونے کا ذکر ہے۔[۱]

اور جناب زکریاؑ کی یہ دعا خدایا مجھے ایسا ولی دیدے جو میرا اور آل یعقوبؑ کا وارث ہو۔[۲]

[۱. سورۂ نمل ۱٦

[۲. سورۂ مریم ۵۔٦

اور یہ اعلان ہے قرابتدار بعض بعض سے اولیٰ ہیں۔[۱]
اور یہ ارشاد ہے خدا اولاد کے بارے میں تمھیں یہ نصیحت کرتا ہے کہ لڑکے کو لڑکی کا دوگنا ملے گا[۲]

اور یہ تعلیم ہے کہ مرنے والا اپنے والدین اور اقربا کے بارے میں وصیت کرے۔ یہ متقین کی ذمہ داری ہے۔[۳]

اور تمہارا خیال ہے کہ نہ میرا کوئی حق ہے اور نہ میرے باپ کی کوئی میراث ہے اور نہ میری کوئی قرابتداری ہے۔ کیا تم پر کوئی خاص آیت نازل ہوئی ہے جس میں میرا باپ شامل نہیں ہے؟ یا تمھارا کہنا یہ ہے کہ میں اپنے باپ کے مذہب سے الگ ہوں اس لیے وارث نہیں ہوں۔ کیا تم عام و خاص قرآن کو میرے باپ اور میرے ابن عم سے زیادہ جانتے ہو۔ خیر ہوشیار ہو جاؤ: آج تمھارے سامنے وہ ستم رسیدہ ہے جو کل تم سے قیامت میں ملے گی جب اللہ حاکم اور محمدؐ طالب حق ہوں گے موعد قیامت کا ہوگا اور ندامت کسی کے کام نہ آئے گی اور ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہو گا۔ عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس کے پاس رسوا کن عذاب آتا ہے اور کس پر مصیبت نازل ہوتی ہے۔

اس کے بعد آپ انصار کی طرف متوجہ ہوئیں اور فرمایا: اے جواں مرد گروہ: ملت و قوم کے بازو! اسلام کے ناصرو!

یہ میرے حق سے چشم پوشی میری ہمدردی سے غفلت کیسی ہے؟ کیا وہ رسولؐ میرے باپ نہ تھے جنھوں نے یہ کہا تھا انسان کا تحفظ اس کی اولاد میں ہوتا ہے۔ تم نے بہت جلدی خوف زدہ ہو کر یہ اقدام کیا حالانکہ تم میں وہ حق والوں کی طاقت تھی جس کے لیے میں کوشاں ہوں اور وہ قوت تھی جس کی میں طالب اور تگ و دو میں ہوں۔ کیا تمہارا یہ بہانہ ہے رسولؐ کا انتقال ہو گیا ہے! تو یہ تو بہت بڑا حادثہ رونما ہو گیا ہے، جس کا رخنہ وسیع، شگاف کشادہ ہو گیا ہے، زمین ان کی غیبت

[۱. سورۂ انفال ۷۵

[۲. سورۂ نساء/۱۱

[۳. سورۂ بقرہ ۱۸۰

سے تاریک، ستارے بے نور، امیدیں ساکن، پہاڑ سرنگوں، حریم زائل اور حرمت برباد ہو گئی ہے۔ یقیناً یہ بہت بڑا حادثہ اور بہت عظیم مصیبت ہے، نہ ایسا کوئی حادثہ ہے اور نہ سانحہ۔ خود قرآن نے تمھارے گھروں میں صبح و شام بہ آواز بلند تلاوت و الحان کے ساتھ اعلان کر دیا تھا کہ اس سے پہلے جو انبیا پر گذرا وہ اٹل حکم تھا اور حتمی قضا تھی اور یہ بھی ایک رسولؐ ہیں جنھیں موت آئے گی تو کیا تم الٹے پاؤں پلٹ جاؤ گے؟

ظاہر ہے کہ اس سے اللہ کا کوئی نقصان نہ ہو گا، اور وہ اہلِ شکر کو جزا دے کے رہے گا ہاں اے انصار: کیا تمھارے دیکھتے سنتے اور تمھارے مجمع میں میری میراث ہضم ہو جائے گی؟ تم تک میری آواز بھی پہنچی تم باخبر بھی ہو۔ تمھارے پاس اشخاص، اسباب، آلات، قوت، اسلحہ اور سپر سب کچھ موجود ہے۔ لیکن تم نہ میری آواز پر لبیک کہتے ہو، اور نہ میری فریاد کو پہونچتے ہو، تم تو مجاہد ہو، خیر و صلاح کے ساتھ معروف ہو، منتخب روزگار اور سر آمد زمانہ تھے۔ تم نے عرب سے جنگ میں رنج و تعب اٹھایا ہے، امتوں سے ٹکرائے ہو، لشکروں کا مقابلہ کیا ہے، ابھی ہم دونوں اسی جگہ ہیں جہاں ہم حکم دیتے تھے اور تم فرمانبرداری کرتے تھے۔ یہاں تک کی ہمارے دم سے اسلام کی چکی چلنے لگی۔ زمانہ کا دودھ نکال لیا گیا، شرک کے نعرے پست ہو گئے، افترا کے فوارے دب گئے، کفر کی آگ بجھ گئی، فتنہ کی دعوت خاموش ہو گئی، دین کا نظام مستحکم ہو گیا، تو اب تم اس وضاحت کے بعد کہاں چلے گئے اور اس اعلان کے بعد کیوں پردہ پوشی کر لی؟

آگے بڑھ کے قدم کیوں پیچھے ہٹا لئے؟

ایمان کے بعد کیوں مشرک ہوئے جا رہے ہو؟

برا ہو اس قوم کا جس نے اپنی قسموں کو عہد کرنے کے بعد توڑا اور رسولؐ کو نکالنے کی فکر کی اور پہلے تم سے مقابلہ کیا، کیا تم ان سے ڈرتے ہو جب کہ خوف کا مستحق صرف خدا ہے۔

اگر تم ایمان دار ہو۔

خبر دار...! میں دیکھ رہی ہوں کہ تم دائمی پستی میں گر گئے اور تم نے بست و کشاد کے صحیح حق دار کو دور کر دیا، آرام طلب ہو گئے اور تنگی سے وسعت میں آ گئے، جو سنا تھا اسے پھینک دیا اور جو

بادلِ نخواستہ نگل لیا تھا اسے اُگل دیا۔ خیر تم کیا اگر ساری دنیا بھی کافر ہو جائے تو اللہ کو کسی کی پرواہ نہیں ہے۔ خیر مجھے جو کچھ کہنا تھا وہ کہہ چکی، تمہاری بے رخی اور بے وفائی کو جانتے ہوئے جس کو تم لوگوں نے شعار بنالیا ہے۔ لیکن یہ تو ایک دل گرفتگی کا نتیجہ اور غضب کا اظہار ہے، ٹوٹے ہوئے دل کی آواز ہے، ایک اتمام حجت ہے چاہے تو اسے ذخیرہ کرلو۔ مگر یہ پیٹھ کا زخم ہے، پیروں کا گھاؤ ہے۔ ذلت کی بقا اور غضبِ خدا اور ملامتِ دائمی سے موسوم ہے اور اللہ کی اس بھڑکتی آگ سے متصل ہے جو دلوں پر روشن ہوتی ہے۔ خدا تمہارے کرتوت کو دیکھ رہا ہے اور عنقریب ظالموں کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کیسے پلٹائے جائیں گے۔

میں تمہارے اس رسولؐ کی بیٹی ہوں جس نے عذاب شدید سے ڈرایا ہے۔

اب تم بھی عمل کرو میں بھی عمل کرتی ہوں۔

تم بھی انتظار کرو اور میں بھی وقت کا انتظار کر رہی ہوں۔

اس کے جواب میں ابو بکر (عبداللہ بن عثمان) نے لوگوں کو گمراہ اور غافل کرنے کے لیے یوں تقریر شروع کی تاکہ اپنے موقف کو بچا سکے۔

دختر رسول خداؐ: آپ کے بابا مومنین پر بہت مہربان۔ رحم و کرم کرنے والے اور صاحب عطوفت تھے۔ وہ کافروں کے لیے دردناک عذاب اور سخت ترین قہر الٰہی تھے۔ اگر ہم ان کی نسبتوں پر غور کریں تو وہ تمام عورتوں میں صرف آپ کے باپ تھے اور تمام چاہنے والوں میں صرف آپ کے شوہر کے چاہنے والے تھے اور انھوں نے بھی ہر سخت مرحلہ پر نبیؐ کا ساتھ دیا ہے۔ آپ کا دوست نیک بخت اور سعید انسان کے علاوہ کوئی نہیں ہو سکتا ہے اور آپ کا دشمن شقی اور بدبخت کے علاوہ کوئی نہیں ہو سکتا۔

آپ رسول اکرمؐ کی پاکیزہ عترت اور ان کے منتخب پسندیدہ افراد ہیں۔ آپ ہی حضرات راہ خیر میں ہمارے رہنما اور جنت کی طرف ہمیں لے جانے والے ہیں۔ اور خود آپ اے تمام خواتین عالم میں منتخب اور خیر الانبیاء کی دختر۔ یقیناً اپنے کلام میں صادق اور کمال عقل میں سب پر مقدم ہیں۔ آپ کو نہ آپ کے حق سے روکا جا سکتا ہے اور نہ آپ کی صداقت کا انکار کیا جا سکتا ہے۔

مگر خدا کی قسم میں نے رسولؐ کی رائے سے عدول نہیں کیا ہے اور نہ کوئی کام ان کی اجازت کے بغیر کیا ہے اور میر کارواں قافلہ سے خیانت بھی نہیں کرسکتا ہے۔ میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں اور وہی گواہی کے لیے کافی ہے کہ میں نے خود رسول اکرمؐ سے سنا ہے کہ ہم گروہ انبیا سونے چاندی اور خانہ وجائداد کا مالک نہیں بناتے ہیں۔ ہماری وراثت کتاب، حکمت، علم و نبوت ہے اور جو کچھ مال دنیا ہم سے بچ جاتا ہے وہ ہمارے بعد ولی امر کے اختیار میں ہوتا ہے۔ وہ جو چاہے فیصلہ کرسکتا ہے۔

اور میں نے آپ کے تمام مطلوبہ اموال کو سامان جنگ کے لیے مخصوص کر دیا ہے جس کے ذریعہ مسلمان کفار سے جہاد کریں گے اور سرکش فاجروں سے مقابلہ کریں گے اور یہ کام مسلمانوں کے اتفاق رائے سے کیا ہے۔ (ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں، ج ۱۶، ص ۲۲۱ میں تحریر کیا کہ ابوبکر کے علاوہ کسی نے نفی میراث فاطمہؑ کے حوالے سے کوئی حدیث نقل نہیں کی ہے، ملاحظہ ہو، ص ۲۲۷ و ۲۲۸، سیوطی نے تاریخ الخلفاء ۷۳ میں، ابوالقاسم بغوی اور ابوبکر شافعی نے فوائد میں اور ابن عساکر نے عائشہ سے نقل کیا ہے، کہ عائشہ نے کہا کہ میراث فاطمہؑ کے سلسلہ میں اختلاف ہے، اور اس کے بارے میں کسی کو علم نہیں ہے)۔ یہ تنہا میری رائے نہیں ہے اور نہ میں نے ذاتی طور پر طے کیا ہے۔ یہ میرا ذاتی مال اور سرمایہ آپ کے لیے حاضر ہے اور آپ کی خدمت میں ہے جس میں کوئی کوتاہی نہیں کی جاسکتی ہے۔

آپ تو اپنے باپ کی امت کی سردار ہیں اور اپنی اولاد کے لیے شجرۂ طیبہ ہیں۔ آپ کے فضل و شرف کا انکار نہیں کیا جاسکتا ہے اور آپ کے اصل و فرع کو گرایا نہیں جاسکتا ہے۔ آپ کا حکم تو میری تمام املاک میں بھی نافذ ہے تو کیسے ممکن ہے میں اس معاملہ میں آپ کے بابا کی مخالفت کر دوں۔

یہ سن کر جناب فاطمہ زہراؑ نے فرمایا: سبحان اللہ! نہ میرا باپ احکام خدا سے روکنے والا تھا اور نہ اس کا مخالف تھا۔ وہ آثار قرآن کا اتباع کرتا تھا اور اس کے سوروں کے ساتھ چلتا تھا۔ کیا تم

لوگوں کا مقصد یہ ہے کہ اپنی غداری کا الزام اسکے سر ڈال دو۔ یہ ان کے انتقال کے بعد ایسی ہی سازش ہے جیسی ان کی زندگی میں کی گئی تھی۔

دیکھو یہ کتاب خدا حاکم عادل اور قول فیصل ہے جو اعلان کر رہی ہے کہ خدایا وہ ولی دیدے جو میرا بھی وارث ہو اور آل یعقوب کا بھی وارث ہو اور سلیمانؑ، داؤدؑ کے وارث ہوئے۔

خدائے عز و جل نے تمام حصے اور فرائض کے تمام احکام بیان کر دیے ہیں جہاں لڑکوں اور لڑکیوں کے حقوق کی بھی وضاحت کر دی ہے اور اس طرح تمام اہل باطل کے بہانوں کو باطل کر دیا ہے اور قیامت تک کے تمام شبہات اور خیالات کو ختم کر دیا ہے۔ یقیناً یہ تم لوگوں کے نفس نے ایک بات گڑھ لی ہے تو اب میں بھی صبر جمیل سے کام لے رہی ہوں اور اللہ ہی تمہارے بیانات کے بارے میں میرا مددگار ہے۔ اس کے بعد ابو بکر نے پھر تقریر شروع کی: اللہ، رسولؐ اور رسولؐ کی بیٹی سب سچے ہیں۔ آپ حکمت کے معادن، ہدایت و رحمت کا مرکز، دین کے رکن، حجت خدا کا سرچشمہ ہیں۔ میں نہ آپ کے حرف راست کو دور پھینک سکتا ہوں اور نہ آپ کے بیان کا انکار کر سکتا ہوں، مگر یہ ہمارے اور آپ کے سامنے مسلمان ہیں۔ جنہوں نے مجھے خلافت کی ذمہ داری دی ہے اور میں نے ان کے اتفاق رائے سے یہ عہدہ سنبھالا ہے۔ اس میں نہ میری بڑائی شامل ہے نہ خود رائی اور نہ شوق حکومت۔ یہ سب میری اس بات کے گواہ ہیں۔ یہ ابو بکر کی پہلی کشش تھی جس میں انہوں نے مسلمانوں کے جذبات اور ان کی رائے کو حضرت زہراؑ کی نصرت سے منحرف کیا اور اس کے لیے انہوں نے امت کی صلاح و فلاح اور سنت رسولؐ کے اتباع کا حوالہ دے کر رائے عامہ کو اپنی ظاہرداری کے ذریعہ گمراہ کیا۔

جسے سن کر جناب فاطمہ زہراؑ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئیں اور فرمایا: اے گروہ مسلمین! جو حرف باطل کی طرف تیزی سے سبقت کرنے والے اور فعل قبیح سے چشم پوشی کرنے والے ہو۔ کیا تم قرآن پر غور نہیں کرتے ہو اور کیا تمھارے دلوں پر تالے پڑے ہوئے

ہیں۔ یقیناً تمھارے اعمال نے تمھارے دلوں کو زنگ آلود کر دیا ہے اور تمھاری سماعت اور بصارت کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے۔ تم نے بدترین تاویل سے کام لیا ہے۔

اور بدترین راستہ کی نشان دہی کی ہے اور بدترین معاوضہ پر سودا کیا ہے۔ عنقریب تم اس بوجھ کی سنگینی کا احساس کرو گے اور اس کے انجام کو بہت دردناک پاؤ گے جب پردے اٹھائے جائیں گے اور پس پردہ کے نقصانات سامنے آجائیں گے اور خدا کی طرف سے وہ چیزیں سامنے آجائے گی جن کا تمھیں وہم گمان بھی نہیں ہے اور اہل باطل خسارہ کو برداشت کریں گے۔

اس کے بعد قبر پیغمبر کا رخ کر کے فریاد کی: بابا آپؐ کے بعد بڑی نئی نئی خبریں اور مصیبتیں سامنے آئیں کہ اگر آپ سامنے ہوتے تو مصائب کی یہ کثرت نہ ہوتی۔ ہم نے آپ کو ویسے ہی کھو دیا جیسے زمین ابر کرم سے محروم ہو جائے اور اب آپ کی قوم بالکل ہی منحرف ہو گئی ہے۔

ذرا آپ آ کر دیکھ تو لیں دنیا کا جو خاندان خدا کی نگاہ میں قرب و منزلت رکھتا ہے وہ دوسروں کی نگاہ میں محترم ہوتا ہے مگر ہمارا کوئی احترام نہیں ہے کچھ لوگوں نے اپنے دل کے کینوں کا اس وقت اظہار کیا جب آپ اس دنیا سے چلے گئے اور میرے اور آپ کے درمیان خاک قبر حائل ہو گئی۔ لوگوں نے ہمارے اوپر ہجوم کر لیا اور آپ کے بعد ہم کو بے قدر و قیمت سمجھ کر ہماری میراث کو ہضم کر لیا۔

آپ کی حیثیت ایک بدر کامل اور نور مجسم کی تھی جس سے روشنی حاصل کی جاتی تھی اور اس پر ربِّ عزت کے پیغامات نازل ہوتے تھے۔

جبرئیل آیات الٰہی سے ہمارے لیے سامان انس فراہم کرتے تھے مگر آپ کیا گئے کہ ساری نیکیاں پس پردہ چلی گئیں۔ کاش مجھے آپ سے پہلے موت آ گئی ہوتی اور میں آپ کے اور اپنے درمیان خاک کے حائل ہونے سے پہلے مر گئی ہوتی۔

نوٹ: خطبہ فدک کا ترجمہ «ابنا نیوز ایجنسی» سے ماخوذ ہے۔ شائع کردہ تاریخ ۱۳ اپریل ۲۰۱۴ء دوپہر (۱:۳۰) نیوز کوڈ (۶۰۰۶۵۸)

خطبہ فدک اور شیخین

خلافتی عدالت بالکل تہ و بالا ہو گئی، لوگ منتشر ہو گئے، ہر طرف آوازیں بلند ہو گئیں لوگوں کی زبان پر صرف شہزادی کے خطبے کا ذکر رہتا۔ چنانچہ اس کے اثرات کو دبانے کے لیے خلیفہ نے طاقت اور حکومت کا سہارا لیا۔

روایت میں ہے کہ جب خلیفہ نے لوگوں پر شہزادی کے خطبہ کا یہ اثر دیکھا تو عمر سے کہا: تیرے دونوں ہاتھ شل ہو جائیں اگر تو نے مجھے چھوڑ دیا ہوتا تو تمہارا کیا بگڑ جاتا؟ نہ جانے کتنے بے وقوف مر گئے اور کتنے شگاف بھر گئے۔ کیا وہ ہم سے زیادہ حقدار نہیں تھے؟

خلیفۂ دوم نے جواب دیا: اس سے تو تمہاری حکومت کمزور ہو جاتی اور تم سب کی رسوائی تھی اور مجھے تو صرف تمہارا خیال تھا۔

انھوں نے کہا: تم پرواہ نہ ہو! پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کا کیا جواب دیں؟ سب لوگوں کو معلوم ہو گیا ہے کہ وہ کس چیز کی طرف دعوت دے رہی ہیں اور ہم نے کیا کیا گل کھلائے ہیں؟

عمر ابن خطاب نے کہا: یہ تو ایک ریلا تھا جو گذر گیا اور ایک گھڑی تھی جو چلی گئی اور یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کچھ تھا ہی نہیں۔

خلیفہ اول نے ان صاحب کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا: اے عمر! تم نے کتنی مشکلات آسان کر دی۔ پھر نماز جماعت کا اعلان ہوا اور تمام لوگ جمع ہو گئے اور ان صاحب نے منبر پر جا کر یہ تقریر کی:

اے لوگو! ہرنقص نکالنے والی کی طرف یہ جھکاؤ کیسا ہے؟رسول اللہ کے زمانے میں یہ سب باتیں کہاں تھیں؟ یاد رکھو جو سن رہا ہے وہ بیان کر دے جو موجود ہے وہ دوسروں کو بتا دے یہ وہ لومڑی ہے جس کے ساتھ اس کی دم چپکی ہوئی ہے ہر فتنہ کی جڑ یہی ہے جو یہ کہتا ہے اس کو کمزور ہونے کے بعد تناور بنا کر مضبوط کر دو یہ کمزوروں سے مدد مانگتے ہیں عورتوں کی نصرت حاصل کرتے ہیں اس لومڑی کی طرح جو اپنے گھر والوں کے لیے بغاوت ہی پسند کرتی ہے یاد رکھو اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں اور اگر کہوں گا تو کچھ بھی کہہ دوں گا بیشک میں ساکت ہوں جب تک مجھے خاموش رہنے دیا گیا۔

پھر وہ انصار کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا:

اے گروہ انصار! مجھے تمہارے نادانوں کے بارے میں معلوم ہوا ہے اور جو رسول اللہ کے ساتھ رہا ان میں تم سب سے زیادہ حقدار ہو وہ تم لوگوں کے پاس آئے تو تم نے انھیں پناہ دی ان کی نصرت و امداد کی یاد رکھو کہ جو شخص ہماری نظر میں کسی چیز کا مستحق نہیں ہے میں اس کو ہرگز اپنے ہاتھ یا زبان سے وہ چیز عطا نہیں کر سکتا پھر وہ منبر سے نیچے اتر آئے۔[1]

ابن ابی الحدید معتزلی کہتے ہیں کہ میں نے یہ کلام نقیب ابو یحییٰ جعفر بن ابو یحییٰ ابن ابو زید بصری کے سامنے پڑھا اور ان سے کہا کہ یہ کس سے کنایہ ہے۔

انھوں نے جواب دیا: بلکہ صاف صاف کہہ رہے ہیں۔

میں نے کہا: اگر انھوں نے صاف صاف کہا ہوتا تو میں آپ سے سوال نہ کرتا۔

وہ ہنسے اور کہا: علی ابن ابی طالبؑ کے بارے میں۔

میں نے کہا: انصار نے اس کا کیا جواب دیا؟

انھوں نے کہا: وہ حضرت علیؑ کی بات پر تیار ہو گئے لیکن آپ حالات کے بگڑ جانے کی بنا پر خوف زدہ ہو گئے اور انہیں اس سے منع کر دیا۔[2]

---

[1] . دلائل الامامہ ص ۳۹

۲ . شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج ۱۶ ص ۲۱۵

ابن ابی الحدید المعتزلی اپنی کتاب شرح نہج البلاغہ میں دوسری جگہ پر تحریر کرتے ہیں کہ:

میں نے مدرسۂ غربیہ بغداد کے مدرس ابن الفارقی سے پوچھا: کیا فاطمہ علیہا السلام واقعاً سچی تھیں؟

انھوں نے کہا: ہاں!

میں نے کہا: تو پھر ابو بکر صاحب نے ان کو فدک کیوں واپس نہیں کیا تھا جب کہ وہ ان کے نزدیک بھی صادقہ تھیں؟

یہ سنکر وہ مسکرائے اور انہوں نے ایک حسین اور پر لطف بات کہی کہ اگر وہ آج صرف ان کے دعویٰ کی بنا پر فدک ان کے حوالے کر دیتے تو وہ اگلے روز ان کے پاس پھر تشریف لاتیں اور اپنے شوہر کے لیے خلافت کا دعوی پیش کر دیتیں اور ان کو ان کے مقام سے ہٹا دیتیں اور پھر ان کے لیے کسی قسم کے عذر کی گنجائش باقی نہ رہتی، کیونکہ انھوں نے خود اپنے قلم سے صادقہ لکھا ہے لہٰذا اب وہ جو دعویٰ بھی کرتیں اس کے لیے کسی بینہ اور گواہی کی ضرورت نہیں تھی۔[1]

[1]. شرح ابن ابی الحدید: ۱۶/ ۲۸۴

خلیفہ اول کی شاطرانہ چال

نشست ختم ہو گئی۔ پھر بھی اصحاب رسول کے درمیان جناب فاطمہ علیہا السلام زہرا کے خطبہ فدک کے سلسلے میں باتیں جاری تھیں۔ خلیفہ اول نے اپنے دوست عمر سے کہا: تم نے مجھے فدک دینے سے منع کیوں کیا اور مجھے ایسے سنگین حالات میں لاکر کھڑا کر دیا۔ ابھی دیر نہیں ہوئی ہے ہمیں اپنے اس عمل سے باز آ جانا چاہیئے۔

جناب عمر نے جواب دیا: یہ کام تمہاری حکومت کو کمزور کر دے گا اور تمہاری توہین کا سبب قرار پائے گا۔ اس بات کو اچھی طرح جان لو کہ میں تمہارا خیر اخواہ اور ہمدرد ہوں۔

ابو بکر نے کہا: پھر لوگوں سے کیسے نمٹا یا جائے؟

عمر نے کہا: یہ جذبات وقتی ہیں اور چند دن بعد ختم ہو جائیں گے، ایسے کہ جیسے تھے ہی نہیں! جو گذر چکا، گذر چکا اور گویا ختم ہو گیا۔ تم نماز پڑھو، زکوٰۃ دو، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو، مسلمانوں کے بیت المال میں اضافہ کرو اور صلہ رحمی سے پیش آؤ۔ اللہ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَٰلِكَ ذِكْرَىٰ لِلذَّاكِرِينَ﴾ نیکیاں برائیوں کو ختم کر دینے والی ہیں اور یہ ذکر خدا کرنے والوں کے لیے ایک نصیحت ہے۔[1]

---

[1] ۔ سورہ ہود/۱۱۴

اللہ کا فرمان ہے: ﴿يَمْحُو اللهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ الله﴾[1] **جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے۔**

اللہ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ﴾[2]

وہ لوگ وہ ہیں کہ جب کوئی نمایاں گناہ کرتے ہیں یا اپنے نفس پر ظلم کرتے ہیں تو خدا کو یاد کر کے اپنے گناہوں پر استغفار کرتے ہیں۔

خلیفہ اول نے عمر کے شانے پر ہاتھ رکھا اور کہا: شاباش! تم نے کتنی بڑی مشکل حل کردی! اس نے نماز کے لیے لوگوں کو بلایا، لوگ جمع ہوئے، وہ منبر پر گئے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور کہا:

اے لوگو! یہ آوازیں اور فریادیں! ہر کہنے والا کچھ آرزوئیں رکھتا ہے۔ یہ آرزوئیں رسول اللہ کے عہد میں کہاں تھیں، جس نے سنا ہے وہ بولے اور جس نے مشاہدہ کیا ہے وہ گواہی دے یہ مطالبہ اس لومڑی جیسا ہے جس کی گواہ خود اس کی دم ہو۔ اگر میں چاہتا تو میں کہہ سکتا تھا اور اگر زبان کھولی تو بہت سے اسرار واضح کر دیتا۔ لیکن میں خاموش رہا۔[3]

---

[1]. سورہ رعد ۳۹

[2]. سورہ آل عمران ۱۳۵

[3]. اقتباس از دلائل الامامہ از محمد بن جریر بن رستم الطبری جلد ا صفحہ ۳۸ طبع: نجف اشرف ۱۳۶۹ھ ۱۹۴۹ء

ام سلمہؓ کی حمایت

اسی وقت آپ نے دروازہ سے اپنا سر نکالا اور کہا:

اے خلیفہ! کیا یہ گفتگو اس خاتون کے سلسلے میں ہے جسے فاطمہ علیہا السلام کہتے ہیں جو انسانوں کے درمیان حور ہیں اور جس نے دامن پیغمبرؐ میں پرورش پائی ہو۔فرشتوں سے مصافحہ کیا ہو، پاکیزہ گود میں پرورش ملی ہو اور عہد نبوت میں ہوش سنبھالا ہو؟ کیا اس بات کا گمان کرتے ہو کہ رسولؐ اسلام نے آپ کو میراث سے محروم رکھا اور خود انہیں اطلاع نہیں دی...!؟ حالانکہ آپ عالمین میں سب برتر خاتون ہیں اور بہترین جوانوں کی ماں ہیں۔آپ جناب مریم کے ہم پلہ ہیں۔آپ کے والد گرامی خاتم الانبیاء ہیں۔خدا کی قسم! رسولؐ خدا! جناب فاطمہ علیہا السلام کو گرمی اور سردی سے محفوظ رکھتے تھے۔۔۔عقل کے ناخن لو، نرمی اختیار کرو، ٹھہر جاؤ! گویا ابھی رسول خدا تمہاری نظروں کے سامنے موجود ہیں۔جلد ہی تم خدا کے یہاں حاضر ہو گے اور اپنے کئے کا نتیجہ بھی دیکھ لو گے۔

جناب ام سلمہ کو حضرت فاطمہ علیہا السلام کی حمایت کے سبب ایک برس تک انہیں اپنے حقوق سے محروم رکھا گیا۔[1]

[1 . دلائل الامامہ از محمد بن جریر بن رستم الطبری جلد ۱ صفحہ ۳۹ طبع: نجف اشرف ۱۳۶۹ھ ۱۹۴۹ء

فدک غصب کرنے کے اسباب

حاکم وقت کا جناب فاطمہ زہراؑ سے فدک لینا محض ایک غیر شرعی عمل ہی نہیں بلکہ اس کے پس پردہ کئی اسباب و علل بھی موجود تھے:

[۱] اس عظیم ملکیت سے محروم کر کے اہل بیت علیہم السلام کی اقتصادی ناکہ بندی کرنا تھا تاکہ آپ اپنے گھریلو مسائل میں الجھ جائیں اور آواز حق بلند نہ کرسکیں۔

[۲] حکومت کی باگ دوڑ سنبھالنے میں اقتصادیات کا بہت اہم کردار ہوتا ہے۔ لہٰذا، آپ کے اقتصادیات کو کمزور کرنا دراصل حضرت علیؑ کی خلافت کو کمزور کرنا تھا۔

[۳] جیسا کہ خلیفہ دوم نے خلیفہ اول سے اپنی گفتگو میں کہا تھا کہ لوگ دنیا کے غلام ہوتے ہیں، انہیں صرف مال و دولت سے سروکار ہوتا ہے۔ لہٰذا! تم علی سے خمس، مال غنیمت اور باغ فدک لے لو جب انہیں لوگ خالی ہاتھ دیکھیں گے تو تمہاری طرف مائل ہو جائیں گے۔[۱]

[۴] حضرت علیؑ کی ذات میں خلافت اور امت مسلمہ کی رہبری سنبھالنے کے مکمل شرائط پائے جاتے تھے۔ ساتھ ساتھ تابناک ماضی، پیغمبرؐ سے قرابت، رسولؐ اللہ کا آپ کے لیے خلیفہ بنانے کا اعلان، علم، تقویٰ، شجاعت اور عدالت کا پایا جانا۔ یہ وہ تمام حقائق تھے جس سے کبھی بھی انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اگر اقتصادی طاقت ہوتی تو خلافت کے امور کی انجام دہی میں

۱. ناسخ التواریخ جلد ا صفحہ ۱۲۲

قدرے آسانیاں ہوجاتیں۔ اس لیے انہوں نے آپ سے باغ فدک لے لیا تا کہ آپ خلافت تک رسائی نہ کرسکیں چونکہ خلافت کے لیے اقتصادی استحکام کا ہونا بہت ہی ضروری ہے۔

خاتمہ

باغ فدک نور اسلام کے چمکنے سے قبل یہودیوں کے تصرف میں تھا لیکن نور اسلام کی تابانی اور خیبر میں مسلمانوں کی فتح عظیم کے باعث اہل فدک نے اسے رسولؐ اسلام کو بخش دیا۔اس طرح وہ آپ کی ذاتی ملکیت میں آ گیا۔اس لیے کہ اس کے لیے مسلمانوں نے کوئی جانفشانی نہیں کی تھی۔آپ نے اسے اپنی اکلوتی بیٹی جناب فاطمہ زہراؑ کو ہبہ کر دیا مگر آپ کی آنکھ بند ہوتے ہی اسے زیر ستم قرار دے دیا گیا اور غیروں نے اس پر اپنا قبضہ جما لیا۔جب آپ اپنے حق کے مطالبہ کی خاطر تشریف لے گئیں تو خلیفہ وقت نے اپنے کالے کرتوتوں پر پردہ ڈالنے کے لیے بے تکی تاویلات کا سہارا لیا مگر آخر کار حق کے سامنے گھٹنے ٹیکنا ہی پڑے لیکن فدک کا واپس نہ کرنا شاید دو اسباب کے تحت رہا ہو۔

اول: فدک کا واپس کرنا یعنی جناب فاطمہ علیہا السلام زہرا کی قول کی تصدیق کرنا اور اپنے سارے دلائل سے نقاب ہٹانا تھا۔اس طرح پہلے ہی مرحلہ میں خلافت کی بنیاد کمزور پڑ جاتی اور عوام الناس کا حاکم وقت کی باتوں اور فیصلوں سے اعتماد اٹھ جاتا جو کہ مستقبل کے لیے بہت ہی بڑا نقصان ہوتا۔

دوم: غصب فدک اور غصب خلافت دونوں ایک دوسرے کا اٹوٹ حصہ ہیں۔اگر فدک حقیقی وارث کو پہونچ جاتا تو پھر خلافت سے ہاتھ دھونا پڑتا۔کیونکہ اگر مسئلہ فدک میں

آپ کی صداقت قبول کر لیتے تو پھر مسئلہ خلافت میں اس کا انکار ناممکن ہو جاتا۔اسی لیے فدک کو واپس نہیں کیا گیا۔

آپ ملاحظہ فرمائیں کہ ایک حقیقت کو پوشیدہ کرنے کے لیے حاکم وقت نے کیا کیا گل کھلائے۔جعلی حدیث، معصوم اور سچوں کی گواہی کی تردید، جھوٹی حدیث کو محکم آیات و روایات پر ترجیح۔گویا ایک جھوٹ چھپانے کے لیے ستر جھوٹ بولنا۔جس کے باعث اسلام تو ہاتھ سے گیا ہی ساتھ ہی ساتھ سارے نفاقی کردار کا بھی پردہ فاش ہوگیا کہ اسلامی لبادہ میں جو کفر کا مجسمہ چھپا ہوا تھا، معصومہ کونین سلام اللہ علیہا نے اسے اپنے محکم اور متقن براہین سے بے نقاب کر دیا۔

